عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۲۸/رمضان تا ۱۲/شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۲۲/اپریل ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۱۴،۱۵

چاند رات کی فضیلت

عید الفطر اتحادِ اُمّت کا مظاہرہ

سیرتِ نبوی میں قضا کے چند پہلو

رمضان المبارک کے بعد کی زندگی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

بیس رکعات تراویح پر اجماع صحابہ کرامؓ

س:.... اہل حدیث حضرات کہتے ہیں کہ تراویح صرف آٹھ رکعات سنت ہے اور وہ بخاری شریف کا حوالہ بھی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شروع ہوئی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت نہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟ مہربانی فرما کر ۲۰ رکعت تراویح کے بارے میں اگر کوئی حدیث ہے تو اس کا ضرور حوالہ دیں۔

ج:.... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیس رکعات تراویح ادا کرنا ثابت ہے، اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں یا سنت نہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیس رکعات تراویح ادا کرتے تھے۔

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر اخرجہ عبدالحمید فی مسندہ والبغوی فی معجمہ والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی مستنہ۔“ (کذافی اوجزالمسالک ص:۳۹۸، ج:۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں صرف تین دن تراویح کو باجماعت ادا کیا گیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح کو باجماعت ادا نہیں فرمایا، اس اندیشہ سے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد چونکہ فرض ہونے کا اندیشہ ختم ہو چکا تھا، اس لئے منشائے نبوی کے مطابق حضرت عمرؓ نے بیس رکعات تراویح کو باجماعت ادا کرنے کا حکم فرمایا اور سب صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کیا، کسی نے بھی انکار نہیں فرمایا۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا اور آج تک یہ عمل متوارث چلا آرہا ہے، بیس رکعات تراویح پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے اور یہ اجماعِ صحابہ ہمارے لئے ایک قوی دلیل ہے، باقی جن روایات میں ۸ رکعات یا گیارہ رکعت کا ذکر ہے، اُن سے مراد تہجد کی نماز ہے۔

نماز تراویح بیٹھ کر پڑھنا

س:.... کیا تراویح کی نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟ کیا خواتین بھی بیٹھ کر پڑھ سکتی ہیں؟

ج:.... نماز تراویح کھڑے ہو کر ادا کرنی چاہئے البتہ کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے اور بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنے سے نماز تو ہو جائے گی مگر اس کا ثواب آدھا ہو جائے گا۔ خواتین کیلئے بھی یہی حکم ہے:

”اتفقوا علی ان اداء التراویح قاعدا لا یستحب بغیر عذر واختلفوا فی الجواز قال بعضھم یجوز وھو الصحیح الا ان ثوابہ یکون علی النصف من صلاۃ القائم۔“

(شامی ص:۶۵۹، ج:۱)

واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۳ ۲۸؍رمضان تا ۱۲؍شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۲۲؍اپریل ۲۰۲۴ء شمارہ:۱۴،۱۵

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

بھوک کا ہتھیار اور کرنے کا کام	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
عیدالفطر.... اتحادِ امت کا مظاہرہ	۸	مولانا مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ
چاندرات کی فضیلت	۱۱	مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی
سیرت نبوی میں قضا کے چند پہلو!	۱۳	مولانا حمزہ ظفر
رمضان المبارک کے بعد کی زندگی	۱۷	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
قادیانیوں سے متعلق فیصلہ پر تبصرہ وتجاویز	۲۰	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
حضرت مولانا عبدالحکیم ہزارویؒ	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

اعلان

عیدالفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۱۴، ۱۵ کو یکجا کیا جا رہا ہے۔

قارئین کرام اور ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،

متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۷۵ فصل:... ا ہجری کے واقعات

۱۰:... اُمِّ معبد کا ایمان لانا:... اسی سال، سفرِ ہجرت کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اُمِّ معبد خزاعیہ کے خیمے کے پاس سے ہوا، اُمِّ معبد کا نام ''عاتکہ'' تھا اور وہ ''قدید'' میں رہائش پذیر تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں فروکش ہوئے اور اُمِّ معبد اور ان کے شوہر ابومعبد خزاعی اسلام اور بیعت سے مشرف ہوئے۔

۱۱:... اُمِّ معبد کی بکری کا قصہ:... اسی سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِّ معبد کی اجازت سے ان کی بکری کا دُودھ دوہا، یہ بکری بے حد لاغر اور مریل تھی، اور اس سے کبھی نر کا ملاپ بھی نہیں ہوا تھا، اس لئے اس کے تھنوں میں دُودھ کا نام ونشان تک نہ تھا، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑے برتن میں اس کا دُودھ نکالا، اپنے رُفقاء کو پلایا پھر اُمِّ معبد کو پلایا، بعد اَزاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیا، پھر اسی قسم کے برتن میں دوبارہ دُودھ نکالا اور اسے اُمِّ معبد کے حوالے کر کے تشریف لے گئے، بعد اَزاں یہ بکری عام الرمادہ تک صبح وشام اسی کثرت سے دُودھ دیتی رہی۔ ''عام الرمادہ'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۱۸ھ کا نام ہے۔

۱۲:... سراقہ بن مالک کا قصہ:... اسی سفرِ ہجرت میں یہ معجزہ رُونما ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور سے نکل کر عازمِ مدینہ ہوئے تو بہت سے کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں نکلے، مگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے میں کامیاب نہ ہوا، البتہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمِّ معبد کے یہاں سے روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا، ابوجہل لعین اور دیگر کفارِ قریش ۔۔ خذلہم اللہ ۔۔ نے سراقہ کے لئے شرط رکھی تھی کہ اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابوبکر کو قتل کر ڈالو، یا ان میں سے کسی کو زندہ گرفتار کرلاؤ تو تمہیں سو اُونٹ اِنعام دیا جائے گا، چنانچہ سراقہ اِنعام کے لالچ میں گھوڑے پر سوار ہوا اور ان حضرات سے آملا، جب دو تین نیزے کا فاصلہ رہ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لیجئے دُشمن آپہنچا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا بِمَا شِئْتَ!'' ترجمہ:... ''اے اللہ! ہماری کفایت فرما جیسے تو چاہے''

دُعا کی دیر تھی کہ سراقہ کا گھوڑا گھٹنوں تک، اور ایک روایت کے مطابق پیٹ تک سنگلاخ زمین میں دھنس گیا، سراقہ نے پکار کر کہا: اے محمد! میں نے جان لیا ہے کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے، اللہ عزّ وجل سے دُعا کیجئے کہ مجھے اس آفت سے نجات دے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی یہ حرکت نہیں کروں گا، اور دُوسروں سے آپ کا معاملہ مخفی رکھوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی اور اس کا گھوڑا نکل آیا، وہ وہیں سے واپس لوٹ گیا، سراقہ اس دن اسلام نہیں لایا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ کے بعد غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تب اسلام لایا، رضی اللہ عنہ۔ (دیگر موٴرخین نے سراقہ کے قصے میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''سراقہ! تیری کیا حالت ہوگی جب تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے؟'' عرض کیا: مجھے؟ فرمایا: ''ہاں، تجھے!'' عرض کیا: اس کی تحریر لکھ دیجئے! چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر لکھوائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب ایران فتح ہوا اور کسریٰ کا خزانہ مسجدِ نبوی میں ڈھیر کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کے سامنے ان کو کسریٰ کے کنگن پہنائے، واللہ اعلم! (مترجم)۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

بھوک کا ہتھیار اور کرنے کا کام!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

پاکستان کے حالیہ انتخابات ۸ ر فروری ۲۰۲۴ء مکمل ہوگئے۔ بظاہر مرکز اور صوبوں میں حکومتیں بن گئیں، صدارتی انتخاب بھی ہوگیا، لیکن ابھی تک حکومتی اتحاد کے علاوہ کوئی سیاسی جماعت ان انتخابات سے مطمئن نظر نہیں آتی اور یہ اصطلاح اس بار عام ہوئی کہ فارم ۴۵ والے ہرا دیئے گئے اور فارم ۴۷ والے حکمران بنا دیئے گئے۔ جس کی بنا پر کئی ایک کے نتائج تبدیل ہوئے اور ہار جیت کے نوٹیفکیشن بار ہا کئی تبدیلیوں کے باوجود ابھی تک جاری ہو رہے ہیں۔ گویا نہ جیتنے والوں کو ابھی تک اپنی ہار پر یقین ہے اور نہ ہارنے والوں کو ابھی تک کوئی اطمینان ہے۔ دوسری طرف الیکشن کے بعد چند دن دہشت گردی میں وقفہ ضرور نظر آیا، لیکن پاکستان کی فورسز پر کئی مقامات پر دہشت گردانہ حملے پھر شروع ہوگئے۔ جس میں دو افسران کے علاوہ کئی ایک سپاہی جام شہادت نوش کر گئے۔

ادھر اندرون سندھ میں کچے کے ڈاکوؤں کا راج ہے، جو عوامی ٹریفک پر کئی بار فائرنگ کر چکے ہیں، کئی ایک ڈرائیوروں کو اغوا کیا، اور انہیں زدوکوب کے علاوہ ان سے بھاری تاوان بھی طلب کئے گئے۔ ایک اسکول ٹیچر جو کہ اسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے، اس کو ڈاکوؤں نے قتل کر دیا، کچھ دنوں کے بعد ایک اور اسکول کے استاذ کو قتل کر دیا گیا۔ شنید یہ ہے کہ کچے اور پکے کے ڈاکو برملا اور بڑے دھڑلے سے یہ کہتے ہیں کہ پولیس ہو یا کوئی اور فورس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، اس لئے کہ ان اداروں میں ہمارے آدمی موجود ہیں جو ہر کارروائی سے پہلے ہمیں اطلاع پہنچا دیتے ہیں۔ دوسری طرف صرف کراچی میں دن دیہاڑے اسٹریٹ کرائم میں خوفناک حد تک اضافہ ہوگیا ہے۔ کئی ایک وارداتوں میں تو ڈاکوؤں نے مال لوٹنے کے ساتھ ان مظلوم شہریوں پر گولیاں چلا دیں، جس سے وہ زندگی کی بازی ہار گئے۔ جس سے گویا نہ اب جان محفوظ ہے اور نہ مال اور عزت و آبرو محفوظ ہے۔ ان حالات میں ملک میں امن وامان آئے تو کیسے آئے اور ملک معاشی طور پر مستحکم ہو تو کیسے ہو؟

حکومت بن جانے کے باوجود ابھی تک مہنگائی کے کنٹرول میں اور خورد ونوش کی اشیاء کی قیمتوں میں کوئی استحکام نظر نہیں آ رہا۔ اور یہ آ بھی کیسے سکتا ہے۔ اس لئے کہ آئی ایم ایف سے ابھی پچھلا قرضہ لینے کے لئے ان کی کتنی سخت سے سخت شرائط مانی گئیں، جس کی بنا پر ہر چیز کی قیمت میں ہوشربا اضافہ ہوا اور ابھی پھر سے وزیر اعظم صاحب قوم کو خبردار اور تیار کر رہے ہیں کہ اگلے تین سال کے لئے آئی ایم ایف کے قرض پروگرام میں جانے کے لئے ہمیں کئی سخت فیصلے کرنے پڑیں گے۔ پیٹرول اور گیس کی قیمتوں میں جولائی سے ایک بار پھر مزید اضافہ کیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں تنخواہ دار اور دیہاڑی دار مزدور کہاں جائے؟ اور کرے تو کیا کرے؟ اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔

لگ یہ رہا ہے کہ بین الاقوامی مالی ادارے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو اسلامی ملک ہونے اور غزہ کے مظلوم مسلمانوں کی مدد و نصرت اور تعاون کی پاداش میں ان پر بھی بھوک کا ہتھیار مسلط کررہے ہیں۔ جیسا کہ غزہ میں تیس سے پینتیس ہزار بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور بزرگوں کو بموں، گولیوں اور دوسرے ہتھیاروں سے شہید کرنے کے علاوہ زندہ بچ جانے والوں پر خوراک، پانی اور دوسری اشیائے ضروریہ کی ترسیل روک کر ان پر یہ بھوک کا ہتھیار استعمال کیا جارہا ہے۔ ایک برطانوی صحافی کے بقول رفح کے خیموں میں رہنے والوں کے لئے ایک کلو آٹے کی قیمت (وہ بھی اگر مل جائے تو) ۴۰ پاؤنڈ (پاکستانی ۱۴ ہزار سے زیادہ) ہے۔

اس پُرہجوم شہر کے زیادہ تر لوگ پہلے ہی اسرائیل کی طرف سے ہونے والی شدید جارحیت اور خوفناک تباہی کی وجہ سے بے گھر ہوچکے ہیں، ہزاروں خاندان سڑکوں، اسکول اور ہسپتال کے صحن میں یا چوراہوں پر رہنے پر مجبور ہیں۔ ان کے پاس پناہ لینے کے لئے کوئی تہہ خانے نہیں۔ بھاگنے اور اسرائیل کی وحشیانہ بمباری سے چھپنے کو کوئی جگہ نہیں۔

غزہ شہر میں لوگ گھاس کھانے پر مجبور ہیں اور جانوروں کی خوراک سے روٹی بنارہے ہیں۔ عالمی تنظیم آکسفیم نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ یہاں نسل کشی کا خطرہ بڑھ رہا ہے اور تقریباً تین لاکھ افراد اب بھی یہاں چار ماہ سے امداد سے تقریباً مکمل طور پر منقطع ہونے کے باوجود مقیم ہیں۔ مزید کہا کہ شمالی غزہ کے علاقے میں اب ہر طرف تباہ کن بھوک کا راج ہے، لوگ بیت الخلاء کا پانی پیتے ہیں اور جنگلی پودے کھاتے ہیں۔

امریکا، برطانیہ اور مغربی دنیا ایک طرف اسرائیل کو اسلحہ اور فوجی قوت مہیا کررہے ہیں۔ دوسری طرف امریکا کا صدر جو بائیڈن اسرائیل اور حماس کے درمیان جنگ بندی کرانے کا معاہدہ کرانے کے لئے سلامتی کونسل میں قرارداد لے کر گیا ہے۔ جسے چین اور روس نے رفح پر حملے کا جواز پیدا کرنے کی کوشش قرار دے کر مسودہ ویٹو کردیا۔ تفصیل اس خبر میں ملاحظہ فرمائیں:

”نیویارک (امت نیوز) غزہ میں جنگ بندی کی آڑ لے کر حماس کے خلاف سلامتی کونسل میں پیش کردہ امریکی قرارداد چین اور روس نے ویٹو کردی۔ جبکہ الجیریا نے بھی قرارداد کی مخالفت میں ووٹ دیا۔ قرارداد مسترد ہونے کے بعد فرانسیسی صدر عمانویل میکرون کا کہنا تھا کہ وہ جنگ بندی سے متعلق سلامتی کونسل میں بھی قرارداد پیش کریں گے۔ قرارداد میں امریکا نے سلامتی کونسل سے حماس کی مذمت کا مطالبہ کیا تھا۔ روس نے اپنے ردعمل میں کہا کہ قرارداد کا مقصد رفح پر اسرائیلی حملے کے لئے جواز پیدا کرنا ہے۔ چینی مندوب نے اپنے سخت ردعمل میں کہا کہ یہ قرارداد عالمی توقعات سے بہت نیچے ہے، امریکی مسودے میں جنگ بندی کے لئے جو شرائط درج کی گئی ہیں وہ فلسطینیوں کو قتل کرنے کے لئے گرین سگنل دینے کے مترادف اور ناقابل قبول ہیں۔ قرارداد ویٹو ہونے کے بعد اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ امریکا ساتھ دے یا نہ دے، اسرائیلی فوج رفح پر حملہ ضرور کرے گی۔...... قرارداد پر جمعہ کو ووٹنگ ہوئی۔ گیارہ اراکین نے قرارداد کی حمایت کی جبکہ چین، روس، اور الجیریا نے اس کی مخالفت کی، گیانا نے رائے شماری کے عمل میں حصہ لینے سے گریز کیا۔....“ (روزنامہ امت کراچی، ۲۴ مارچ ۲۰۲۴ء)

ان حالات میں عوام الناس کے بس میں جو کچھ ہے، وہ یہ کہ اپنے مظلوم فلسطینی بھائیوں کی دامے، درمے، قدمے، سخنے، مدد و نصرت اور تعاون کے ساتھ ساتھ ہر پاکستانی اپنے ان مظلوم بھائیوں کو دعاؤں میں یاد رکھنے کے علاوہ اپنے ملک کی خوشحالی، سلامتی، استحکام اور پاکستان کو صحیح معنوں میں

اسلام کا قلعہ بنانے کی خلوص کے ساتھ دعائیں مانگے۔اس لئے کہ آج کے مادی دور میں خدا تعالیٰ سے مانگنے کی ضرورت کو یکسر فراموش کر دیا گیا ہے اور اچھے اچھے متدین لوگ بھی حق تعالیٰ سے مدد مانگنے پر اتنا اعتماد نہیں کرتے، جتنا کہ اپنی ظاہری تدابیر پر کرتے ہیں۔کسی قوم کی کامیابی وکامرانی یا اس کی ذلت وناکامی ارادۂ خداوندی اور خشیتِ الٰہی کے تابع ہے،قرآن کریم میں ہے:

’’إِن يَنصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ۔‘‘

(آل عمران:۱۶۰)

ترجمہ:....’’اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہاری مدد سے ہاتھ کھینچ لے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے؟ اور اہلِ ایمان کو صرف اللہ بھروسہ کرنا چاہئے۔‘‘

آج مسلمان جن حالات سے گزر رہے ہیں۔ایک طرف حکمرانوں کی بے حسی اور دوسری طرف مسلم عوام کا ہر جگہ استحصال۔ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف خلوص اور تضرع کے ساتھ دعاؤں کی طرف متوجہ ہونا بہت ضروری ہے۔ہم لوگ مجلسوں میں، ہوٹلوں میں یا دفتروں میں حالات حاضرہ پر لایعنی اور بے مقصد تبصرے کرنے کے خوگر ہو گئے ہیں، حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ ہمارے تبصرے حالات کی اصلاح کے لئے ذرہ برابر کارآمد نہیں، ان تبصروں کی بجائے اگر ہمارے وقت کا کچھ حصہ بھی دعا، انابت اور رجوع الی اللہ میں خرچ ہونے لگے تو حق تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو سکتی ہے۔جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

’’وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔‘‘

(المومن:۶۰)

ترجمہ:...’’اور کہتا ہے تمہارا رب مجھ کو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو، بے شک جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری بندگی سے، اب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر۔‘‘

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

عید الفطر..... اتحادِ امت کا مظاہرہ

مولانا مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ

مسلمانوں کا آپس میں مل بیٹھنا، نفرتوں، عصبیتوں اور کدورتوں کو مٹانا اور محبتوں کی خوشبوؤں کو قلب ونظر میں بسانا اگر غلامان مصطفیٰ کو عید کے دن میسر ہو جائے، تو یہ معراجِ عید ہوگی۔

روح کی لطافت، قلب کے تزکیہ، بدن و لباس کی طہارت اور مجموعی شخصیت کی نفاست کے ساتھ انتہائی عجز و انکسار اور خشوع وخضوع کے ساتھ تمام مسلمانوں کا اسلامی اتحاد و اخوت کے جذبے سے سرشار ہو کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدۂ بندگی اور نذرانۂ شکر بجالانے کا نام عید ہے۔

سال میں چند ایام جشن، تہوار اور عید کے طور پر دنیا کی تمام اقوام وملل اور مذاہب میں منائے جاتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر قوم، مذہب وملت کے لوگ اپنے ایامِ عید کو اپنے اپنے عقائد، تصورات، روایات اور ثقافتی اَقدار کے مطابق مناتے ہیں، لیکن اس سے یہ حقیقت ضرور واضح ہوتی ہے کہ تصورِ عید انسانی فطرت کا تقاضا اور انسانیت کی ایک قدر مشترک ہے۔ مسلمان قوم چوں کہ اپنی فطرت، عقائد ونظریات اور ملی اقدار کے لحاظ سے دنیا کی تمام اقوام سے منفرد و ممتاز ہے۔ اس لیے اس کا عید منانے کا انداز بھی سب سے نرالا ہے۔ دیگر اقوام کی عید محافل ناؤ نوش ورقص وسرود برپا کرنے، دنیا کی رنگینیوں اور رعنائیوں میں کھو جانے کا نام ہے۔ اس کے برعکس اسلام میں روح کی لطافت، قلب کے تزکیے، بدن ولباس کی طہارت اور مجموعی شخصیت کی نفاست کے ساتھ انتہائی عجز وانکسار اور خشوع وخضوع کے ساتھ تمام مسلمانوں کے اسلامی اتحاد و اخوت کے جذبے سے سرشار ہو کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدۂ بندگی اور نذرانۂ شکر بجالانے کا نام عید ہے۔

قرآن مجید میں ذکرِ عید:

قرآن مجید میں سورۂ مائدہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک دعا کے حوالے سے عید کا ذکر موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) نے عرض کیا کہ اے اللہ! ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتار دے (اور اس طرح اس کے اترنے کا دن) ہمارے لیے اور ہمارے اگلوں، پچھلوں کے لیے (بطور عید (یادگار) قرار پائے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو اور ہمیں رزق عطا فرما اور تو بہترین رزق عطا فرمانے والا ہے۔'' (المائدہ:114)

اس سے اگلی آیت میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: ''اللہ نے فرمایا کہ میں یہ (خوان) تم پر اتار تو دیتا ہوں مگر اس کے بعد تم میں سے جو کفر کرے، تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا جو سارے جہانوں میں اور کسی کو نہ دیا ہو۔''

اسلام میں عید کا آغاز:

خالص اسلامی فکر اور دینی مزاج کے مطابق اسلامی تمدُّن، معاشرت اور اجتماعی زندگی کا آغاز ہجرت کے بعد مدینۂ منوّرہ میں ہوا۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ کی مَدَنی زندگی کے ابتدائی دور میں عیدین کا مبارک سلسلہ شروع ہو گیا تھا، جس کا تذکرہ سنن ابی داؤد کی مندرجہ ذیل حدیث میں ملتا ہے۔ ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ دو دن بطورِ تہوار منایا کرتے تھے جن میں وہ کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''یہ دو دن جو تم مناتے ہو، ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے؟'' (یعنی ان تہواروں کی اصلیت اور تاریخی پس منظر کیا ہے؟)، انہوں نے عرض کیا کہ ہم عہدِ جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دونوں تہواروں کے بدلے میں تمہارے لیے ان سے بہتر دو دن مقرر فرما دیئے ہیں: یوم (عید) الاضحیٰ اور یوم (عید) الفطر۔''

غالباً وہ تہوار جو اہل مدینہ اسلام سے پہلے عہدِ جاہلیت میں عید کے طور پر منایا کرتے تھے وہ

"نوروز" اور "مہرجان" کے ایام تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ تہوار منانے سے منع فرمادیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں اپنے خصوصی انعام واکرام کے طور پر عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے مبارک ایام مسلمانوں کو عطا فرمائے ہیں۔

عیدین کا پس منظر:

جس طرح ہر قوم وملت کی عید اور تہوار اپنا ایک مخصوص مزاج اور پس منظر رکھتے ہیں، بالکل اسی طرح اسلامی عیدین کا بھی ایک حسین، دل کش اور ایمان افروز پس منظر ہے۔

رمضان المبارک ایک انتہائی بابرکت مہینہ ہے۔ یہ ماہ مقدس اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں، مغفرتوں اور عنایات وبرکات کا خزینہ ہے۔ جب بندۂ مومن اتنی بے پایاں نعمتوں میں ڈوب کر اور اپنے رب کی رحمتوں سے سرشار ہوکر اپنی نفسانی خواہشات، سفلی جذبات، جسمانی لذّات، محدود ذاتی مفادات اور گروہی تعصّبات کو اپنے رب کی بندگی پر قربان کر کے سرفراز وسربلند ہوتا ہے، تو وہ رشکِ ملائک بن جاتا ہے، اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے، ازراہِ کرم عنایتِ باری تعالیٰ کا یہ تقاضا بن جاتا ہے کہ وہ پورا مہینہ اپنی بندگی میں سرشار، سراپا تسلیم واطاعت اور پیکرِ صبر ورضا بندے کے لیے اِنعام واِکرام کا ایک دن مقرر فرمادے۔ چناں چہ یہ ماہِ مقدس ختم ہوتے ہی یکم شوال کو وہ دن عیدالفطر کی صورت میں طلوع ہوجاتا ہے۔

رمضان کی آخری رات فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق "یوم الجزاء" قرار پائی ہے اور اللہ کے اس اِنعام واِکرام سے فیض یاب ہونے کے بعد اللہ کا عاجز بندہ سراپا سپاس بن کر شوال کی پہلی صبح کو یوم تشکُّر کے طور پر مناتا ہے۔ بس یہی حقیقتِ عید اور روحِ عید ہے، چناں چہ فرمانِ رسول ﷺ ہے:

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رمضان کی آخری رات میں آپ کی امت کے لیے مغفرت کا فیصلہ (بارگاہِ الوہیت سے) کردیا جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا وہ (رات) شبِ قدر ہے؟، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شبِ قدر تو نہیں ہے، لیکن عمل کرنے والا جب عمل پورا کردے تو (رحمتِ الٰہی کا تقاضا اور سنتِ جاریہ یہ ہے کہ) اسے پورا اجر عطا کیا جاتا ہے۔"

نمازِ عید:

نمازِ عید کا ثبوت صحیح احادیث سے ملتا ہے۔ احناف کے نزدیک عید کی نماز ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر جمعہ فرض ہے، دیگر ائمہ میں سے بعض کے نزدیک فرضِ کفایہ ہے اور بعض کے نزدیک سنتِ مؤکدہ۔ نمازِ عید بغیر اذان و اقامت کے پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔ نمازِ عید کا وقت چاشت سے لے کر نصف النّہار شرعی تک ہے۔ عید الفطر ذرا تاخیر سے پڑھنا اور عیدالاضحیٰ جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ نمازِ عید کے بعد امام کا دوخطبے پڑھنا سنت ہے۔ احناف کے نزدیک نمازِ عید میں چھ زائد تکبیریں ہیں جو پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے تین اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے تین زائد تکبیریں امام کے ساتھ پڑھنی چاہئیں۔ دیگر ائمہ کے نزدیک ان زائد تکبیرات کی تعداد چھ سے زائد ہے۔ عید کی نماز آبادی سے باہر کھلے میدان میں پڑھنا سنت ہے۔ البتہ بارش، آندھی یا طوفان کے سبب مسجد میں بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ عیدالفطر میں نماز سے پہلے کچھ کھا پی لینا سنت ہے۔

یومِ عید کے مستحبات:

عید کے دن یہ امور مستحب ہیں:

۱۔ حجامت بنوانا، ۲۔ ناخن تراشنا، ۳۔ غسل کرنا، ۴۔ مسواک کرنا، ۵۔ خوشبو لگانا، ۶۔ اچھے صاف ستھرے (اگر دستیاب ہوں تو) کپڑے پہننا، ۷۔ صبح کی نماز مسجد میں پڑھ کر عیدگاہ چلے جانا۔

فقہاءِ کرام نے نمازِ عید سے پہلے اور فوراً بعد عیدگاہ میں نفل پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے، شاید اس کا سبب یہ ہو کہ نماز سے پہلے لوگ مختلف جہات سے کثرت سے آتے ہیں اور اسی طرح نماز کے بعد ہر طرف منتشر ہوتے ہیں، لہٰذا اس طرح کے ہجوم میں نہ نماز میں یکسوئی قائم رہ سکتی ہے اور نہ ہی نماز کا تقدس و احترام باقی رہ سکتا ہے، البتہ ان اوقات میں گھر پر نفل پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

☆ سنت یہ ہے کہ جس راستے سے عیدگاہ جائے، نماز پڑھ کر اس راستے کے بجائے دوسرے راستے سے گھر واپس جائے۔

بخاری شریف میں حدیث ہے:

ترجمہ: "حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ عید کے دن نبی اکرم ﷺ (عیدگاہ آتے جاتے میں) راستہ تبدیل کرتے تھے۔"

عید نہ منانا:

قوموں کی زندگی میں المیے، حوادث اور مصائب پیش آتے رہتے ہیں اور بدقسمتی سے گزشتہ برسوں سے اس طرح کے الم ناک واقعات ہماری روزمرہ زندگی کا ایک معمول بن چکے ہیں۔ ایسے حوادث کے پیش نظر اکثر اوقات

بعض افراد یا حلقوں کی جانب سے یہ سننے میں آتا ہے کہ اس سال ہم عید نہیں منائیں گے۔ اس طرح کے بیانات کے پیچھے یقیناً نیک نیّتی ’حُبُّ الوطنی، اُخُوّتِ اسلامی اور انسانیت دوستی کا جذبہ کارفرما ہوتا ہوگا، لیکن سوال یہ ہے کہ عید نہ منانے کا مطلب کیا ہے؟ یہ کوئی جشن یا تہوار تو ہے نہیں، یہ تو عبادت اور سنتِ مصطفیٰ ہے، اخوتِ اسلامی اور اتحادِ امت کا مظاہرہ ہے، جمعیّتِ قومِ مسلم کا ایک حسین منظر ہے، اللہ کی بارگاہ میں دوگانہ نمازِ عید کی ادائیگی کا نام ہے، شرافت، متانت اور نفاست ایسی انسانی خصوصیات کا مظہر ہے۔

ان میں سے کوئی چیز اور کوئی بات ایسی نہیں جو عُسر ویُسر اور رنج وراحت ہر حال میں منائے جانے کے قابل نہ ہو۔ باقی رہا لہو ولعب میں مشغولیت، رقص وسرود کی محافل برپا کرنا، ناؤ نوش اور مُحرَّماتِ شرعیہ کا ارتکاب اور ہوسِ نفس کی تسکین کے سامان بہم پہنچانا، یہ ایسے امور ہیں جن کا اسلامی تصورِ عید سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جو ایک مسلمان کو نہ صرف عید کے مُقدّس موقع پر بلکہ زندگی کے ماہ وسال کے ہر لحہ ولحظہ میں ہمیشہ کے لیے چھوڑ دینے چاہئیں بلکہ ان محرمات ومنکراتِ شرعیہ کو چھوڑنا ہی ایک مومن کامل کی حقیقی عید ہے اور ایسی عید اللہ تعالیٰ ہر بندۂ مومن کو نصیب فرمائے۔

اس سے ہٹ کر کہ مسرت کا موقع ہو یا رنج وغم کا، مسلمانوں کا آپس میں مل بیٹھنا، نفرتوں، عصبیتوں اور کدورتوں کو مٹانا اور محبتوں کی خوشبوؤں کو قلب ونظر میں بسانا اگر غلامانِ مصطفیٰ کو عید کے دن میسر ہو جائے، تو یہ معراجِ عید ہوگی۔ لہٰذا قومی، ملّی اور ملکی سانحات کے موقع پر اور ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ سے رجوع کریں، استغفار کریں اور اس کی رحمتوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے ساتھ ساتھ آفات وبلیّات کے ٹلنے کی دعائیں کریں۔

☆☆ .... ☆☆

مدنی مسجد میں تحفظ ختم نبوت کورس، لاہور

مدنی مسجد نیشنل بینک کالونی لاہور میں پانچ روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ اس مسجد کے بانی مولانا عبدالصبور ہزارویؒ تھے۔ آپ کا آبائی تعلق ڈھیرھ ہری پورہ ہزارہ سے تھا۔ موصوف نے علوم اسلامیہ کی تحصیل جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے حاصل کی۔ آپ شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کے کلاس فیلو ہم سبق وہم کمرہ تھے۔ ۱۹۷۰ء میں آپ نے نیشنل بینک کالونی میں مدنی مسجد کی بنیاد رکھی۔ مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ سے خصوصی تعلق تھا۔ مولانا ہزارویؒ جب لاہور تشریف لائے تو اکثر ان کی رہائش مولانا کے پاس ہوتی۔ جمعیت علماء اسلام سے گہرا تعلق تھا۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ میں بھی مردانہ وار کردار ادا کیا۔ تقریباً نصف صدی اس علاقہ میں دینی خدمات سرانجام دیں۔ جون ۲۰۱۲ء میں انتقال ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالغفور حفظہ اللہ آپ کے جانشین قرار پائے۔ عربی مقولہ ہے کہ: ’’الولد سر لابیہ‘‘ آپ اپنے والد محترم کی جانشینی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہر سال شعبان المعظم کی چھٹیوں میں پانچ چھ روزہ کورس منعقد کراتے ہیں۔ امسال بھی ۶ تا ۱۲ فروری ۲۰۲۴ء تک کورس منعقد کیا۔

۶ فروری کو مجلس احرار اسلام کے امیر سید کفیل بخاری، مولانا محمد میاں کاندھلوی مدظلہ نے لیکچر دیئے۔

۷ فروری کو مولانا محمد کفیل خان مدظلہ، مولانا محمد کاشف استاذ الحدیث جامعہ محمدیہ کے بیانات ہوئے۔ ۸ فروری کو ملکی جنرل انتخابات کی وجہ سے سبق کی بجائے مذاکرہ ہوا۔

۹ فروری جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ جناب محمد متین خالد صاحب نے سوالات کے صحیح جوابات دینے والوں کو انعامات دیئے۔

۱۰ فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہوا۔ ۱۱ فروری کو راقم نے اوصاف نبوت پر بیان کیا۔ جمعیت علماء اسلام کے صوبائی سیکریٹری مولانا نصیر احمد احرار سلمہ، مولانا عبدالرحمٰن کے بیانات ہوئے۔ مدنی مسجد میں مدرسہ تدریس القرآن کے نوطلبا کرام کی دستار بندی کی گئیں۔ ان طلبا نے قرآن پاک مکمل کیا۔ نیز کورس میں مستقل شرکت کرنے والوں کو سندات دی گئی۔ راقم الحروف کی دعا سے کورس اختتام پذیر ہوا۔ آخر میں کورس میں شریک ہونے والوں کی بریانی سے تواضع کی گئی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

چاندرات کی فضیلت

مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی

رحمتوں، برکتوں اور بخششوں والا مہینہ رمضان المُبارک کے اختتام پر آنے والی شب، یعنی: عیدالفطر کی رات؛ جسے ہم چاندرات کہہ کر پکارتے ہیں، ایک بابرکت رات ہے، چاندرات؛ دراصل انعام والی، اور اجرت والی رات ہے، آسمانوں پر اس رات کا نام ”لیلۃ الجائزۃ“ ہے۔ پورے مہینے کی محنتوں کا بدلہ اسی رات میں ملتا ہے، یہ رات خصوصی برکتوں، رحمتوں، بخشش ومغفرت اور نہایت فضیلت والی رات ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ اس ماہ مبارک کی تمام راتوں سے زیادہ سخی اور فیاض ہوکر اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

☆.... جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”وَلِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ أَلْفُ أَلْفِ عَتِيقٍ مِنَ النَّارِ، كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ، فَإِذَا كَانَ آخِرُ يَوْمٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ: أَعْتَقَ اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ بِقَدْرِ مَا أَعْتَقَ مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ إِلٰى آخِرِهٖ۔“ (شعب الایمان للبیہقی، الرقم: ۳۴۲۱)

ترجمہ:.... ”اللہ تعالیٰ رمضان میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے نجات عطا فرماتے ہیں، جو جہنم کے مستحق ہوچکے تھے اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے اس آخری دن تک جتنے لوگ جہنم سے آزاد ہوئے تھے ان سب کے برابر اس آخری دن میں آزاد فرماتے ہیں۔“

احادیث مبارکہ کی روشنی میں آسمانوں میں اس رات کو ”لیلۃ الجائزۃ“، یعنی: انعام والی رات، کے نام سے پکارا گیا ہے، (شعب الایمان للبیہقی، الرقم: ۳۴۲۱) اور عید کے دن کو ”یوم الجائزۃ“، یعنی: انعام والا دن، کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ نام اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس رات میں بندوں کو پورے رمضان کی مشقتوں اور قربانیوں کا بہترین صلہ عطا کیا جاتا ہے۔

☆.... حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ لِلّٰهِ مُحْتَسِبًا لَمْ يَمُتْ قَلْبُهٗ حِينَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ“ (شعب الایمان للبیہقی، الرقم: ۳۴۳۸) جس نے عیدین (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کی دونوں راتوں میں اللہ تعالیٰ سے اجروثواب کی امید رکھتے ہوئے عبادت میں قیام کیا اُس کا دل اُس دن مردہ نہیں ہوگا، جس دن سب کے دل مُردہ ہوجائیں گے۔

مطلب یہ ہے کہ آدمی اِن راتوں کو عبادتِ الٰہی میں مصروف رکھے، نماز، تلاوت اَور ذکر ودُعا میں مشغول رہے۔ اِن راتوں میں عبادت کرنے والے کا دِل نہ مرے گا، اِس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے خوف ناک، ہولناک اَور دہشت ناک دِن میں جب کہ ہر طرف خوف وہراس، گھبراہٹ اَور دہشت پھیلی ہوئی ہوگی، لوگ بدحواس ہوں گے، اُس دِن میں حق جل شانہ اِس کو نعمت والی اَور سعادت والی زندگی سے سرفراز فرمائیں گے۔

☆.... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ أَحْيَا اللَّيَالِيَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ لَيْلَةَ التَّرْوِيَةِ وَلَيْلَةَ عَرَفَةَ وَلَيْلَةَ النَّحْرِ وَلَيْلَةَ الْفِطْرِ وَلَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ۔“

(الترغیب والترہیب، الرقم: ۱۶۵۶)

جو پانچ راتوں کو عبادت کے ذریعہ زندہ کرے اُس کے لیے جنّت واجب ہوجاتی ہے: لیلۃ الترویۃ، (یعنی: آٹھ ذوالحجہ کی رات) عرفہ، (یعنی: نو ذوالحجہ کی رات) لیلۃ النحر، (یعنی: عیدالاضحیٰ کی رات) لیلۃ الفطر، (یعنی: عیدالفطر کی شب)، اور پانچویں: شعبان کی پندرہویں شب، یعنی: شبِ براءت ہے۔

مذکورہ حدیث میں اِن پانچ راتوں کی ایک خاص فضیلت یہ بیان فرمائی ہے کہ جو شخص اِن پانچ راتوں میں جاگ کر ذکرِ الٰہی اَور عبادت میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اُس پر اپنا خاص انعام یہ نازل فرمائیں گے کہ اُسے جنت کی دولت سے مالا مال فرمائیں گے۔ پورے سال میں اِن پانچ راتوں میں حسب وسعت بیدار رہ کر عبادت کرنا کوئی مشکل اَور دُشوار کام نہیں ہے۔

☆.... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے:

"خَمسُ لَیَالٍ لَا یُرَدُّ فِیھِنَّ الدُّعَاءُ: لَیْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَیْلَةٍ مِنْ رَجَب، وَلَیْلَةُ النِّصفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَیْلَةُ الْعِیدِ وَلَیْلَةُ النَّحْرِ۔" (شعب الایمان للبیہقی ،الرقم: ۳۴۴۰)

ترجمہ: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعاء کو ردّ نہیں کیا جاتا: جمعہ کی شب، رجب کی پہلی شب، شعبان کی پندرہویں شب، اور دونوں عیدوں (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتیں۔

نوٹ: عیدین کی راتوں کی فضیلت کے بارے میں وارد ہونے والی کئی روایات سند کے اعتبار سے اگرچہ کچھ کمزور ہیں، لیکن ایک تو فضائل کے معاملہ میں ضعیف روایات قابلِ قبول ہوتی ہیں (بشرطیکہ ضعف شدید نہ ہو) دوسرے ان روایات کے مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہونے کی وجہ سے ضعف کسی درجہ میں دور بھی ہو جاتا ہے، لہٰذا اس موقع پر روایات کی سندوں کے ضعف کو بنیاد بنا کر عیدین کی راتوں کی فضیلت کا یکسر انکار کر دینا جمہور کے مؤقف کے خلاف ہے۔

اس رات کے فضائل سے غفلت سے بچیے!

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے اس رات کی فضیلت ومنقبت پوری طرح کھل کے سامنے آچکی ہے، لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ ہم جانے انجانے میں اس مبارک رات سے غافل رہتے ہیں، اس رات کے فوائد حاصل کرنے کی کوششیں بالکل نہ ہونے کے برابر نظر آتی ہے، حالانکہ یہ وقت تو پورے مہینے کی عبادات کا بدل وصول کرنے کا تھا، تھوڑا سا سوچنے کی ضرورت ہے کہ کوئی مزدور، کوئی ملازم، کوئی محنت کرنے والا کام تو کرے، اور خوب محنت سے کرے، لیکن جب اجرت وصول کرنے کا وقت آئے تو وہ اجرت وصول ہی نہ کرے، تو کیا اسے عقلمند کہا جائے گا؟!

بہت بڑی نادانی اور غلطی:

روزے ختم ہوتے ہی ہم سب دنیاداری خرافات میں الجھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خواتین بازاروں میں شاپنگ کی خاطر چکر کاٹ رہی ہوتی ہیں، ایک طرف بیوٹی پالرز ساری ساری رات آباد رہتے ہیں، تو دوسری طرف وہ مرد جو پورا مہینہ رمضان المبارک کے احترام میں داڑھی نہیں کٹواتے تھے، اب حجام کے پاس رات گئے تک اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ گھروں میں مستورات صبح کی تیاریوں، عید کے میٹھے میٹھے پکوان تیار کرنے میں ہی ساری ساری رات صرف کر دیتی ہیں ۔ اور مرد حضرات اپنی رات کو تفریح، ہوٹلوں اور بازاروں (جہاں بیسیوں گناہوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے) میں خریداریوں کی نذر کر دیتے ہیں، یا لمبی تان کے سوجاتے ہیں، جس کی بنا پر ان کی نماز فجر تک خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ دیکھنے میں آتا ہے عید الفطر کے دن نماز فجر کی رونق ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ اور تو اور ؛ ہمارے اعتکاف میں بیٹھنے والے بھائی بھی چاند نظر آتے ہی ایسے غائب ہوجاتے ہیں کہ صبح نماز فجر میں ہی یا عید الفطر کی نماز میں نظر پڑتے ہیں۔

عظمت وفضیلت والی یہ رات اللہ تعالی کی طرف سے امت محمدیہ کے لیے ایک خصوصی تحفہ ہے، اس سے بے اعتنائی اور اس کے بابرکت لمحات کو خرافات ومنکرات میں ضائع کرنا، اللہ تعالی کی اس نعمت اور عطا کی بڑی بے قدری ہے، اس سے بچنے اور اس رات کو قیمتی بنانے کی فکر ہم سب کے لیے از حد ضروری ہے۔ اس رات میں اپنے کریم رب کو راضی کرنا ہے، اپنی محنت پر اپنی اجرت وصول کرنی ہے۔

اس رات کے فضائل سمیٹنے کا طریقہ:

اس کے لیے دو کام کرنے ہیں: ایک تو اس رات کو فضولیات ومنکرات سے پاک رکھنا ہے۔

دوسرا جتنا ممکن ہو اپنے آپ کو اس رات میں بھی عبادات میں مشغول رکھنا ہے۔

اس رات میں شب بیداری وعبادت کے لیے شریعت کی طرف سے کوئی خاص طریقہ اور کوئی خاص عبادت مقرر نہیں ہے، بلکہ اپنی طبیعت کے مطابق جو شخص جتنی بھی اور جو بھی عبادت، جہاں بھی یعنی: گھر میں یا مسجد میں جس طرح بھی آسانی سے ہو سکے، کرلے۔

☆.... نوافل پڑھے جائیں،

☆.... قرآن مجید کی تلاوت،

☆.... اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں، بالخصوص اپنی اور امت مسلمہ کی مغفرت کی دعائیں کی جائیں، رمضان المبارک کی عبادات میں جو کمیاں رہ گئیں ان پر استغفار کیا جائے۔

☆.... اور کوشش کی جائے کہ تہجد کا بھی موقع مل جائے، ورنہ کم از کم عشاء کی نماز اور صبح فجر کی نماز تو جماعت سے ہی ادا ہو، اِتنا کر لینے سے بھی اِس رات کی فضیلت اُور ثواب سے محرومی نہ ہوگی، اور ہماری یہ رات عبادت میں شمار ہوگی، بشرطیکہ گناہوں اور خرافات سے بچے رہے تو۔

خلاصہ یہ کہ اگر اِس مبارک رات کو بھی قیمتی بنانا ہے، اور اگر خدانخواستہ کسی نیک کام کی توفیق نہ ملے تو کم اَز کم یہ کوشش تو ضرور ہی کرنی ہے کہ گناہ میں تو مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کے مجرم نہ بنیں۔ ☆☆

سیرتِ نبوی میں قضاء کے چند پہلو

مولانا حمزہ ظفر

اللہ جل شانہٗ نے انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات چونکہ قیامت تک کے لیے ہیں، اس لیے یہ ضروری ٹھہرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں وہ تمام صفات وکمالات جمع ہوں، جن کی نسلِ انسانی کو ضرورت ہے۔ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ دنیائے عالم پر جو نقوش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ نے چھوڑے ہیں، تاریخِ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تمام کمالات کا مجموعہ اور اور تمام صفاتِ عالیہ کا مظہر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معلم بھی ہیں، مزّکی بھی ہیں، ہادی بھی ہیں، شارع بھی ہیں، منتظم بھی ہیں، سیاست دان بھی ہیں، جرنیل بھی ہیں، سپہ سالار بھی ہیں، معاشرت بھی آپ نے سکھائی، معیشت سے بھی آپ نے روشناس کرایا، جنگ کرنے کے طریقوں سے بھی آپ نے باخبر کیا، تجارت کے اصول بھی آپ نے بتلائے۔ بچوں کے ساتھ معاملات، بڑوں کے آداب، بیویوں کے درمیان برابری، اور بین الاقوامی تعلقات بھی آپ نے بتلائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلو ہیں، اور وہ تمام پہلو اپنے اندر اس قدر جامعیت رکھتے ہیں کہ نسلِ انسانی کی مکمل ہدایت کا سامان ہوجائے۔

سیرت کے انہی مختلف پہلوؤں میں سے ایک پہلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاضی ہونا بھی ہے۔ ایک کامیاب اور پرامن معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ قوم کا قاضی عادل ہو، جو عدل وانصاف کو یقینی بنائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون عادل ہوسکتا ہے؟

”عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَهُوَ يَقْسِمُ التِّبْرَ وَالْغَنَائِمَ، وَهُوَ فِيْ حِجْرِ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ رَجُلٌ: اعْدِلْ يَا مُحَمَّدُ! فَإِنَّكَ لَمْ تَعْدِلْ، فَقَالَ: ”وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ بَعْدِيْ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟“ فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حَتّٰى أَضْرِبَ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِنَّ هٰذَا فِيْ أَصْحَابٍ، أَوْ أُصَيْحَابٍ لَهُ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔“

(سنن ابن ماجۃ، باب في ذکر الخوارج)

ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ میں تشریف فرما تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی گود میں سے سونا، چاندی اور اموالِ غنیمت (لوگوں میں) تقسیم فرما رہے تھے، تو ایک شخص نے کہا: اے محمد! عدل و انصاف کیجیے، آپ نے عدل سے کام نہیں لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تیرا برا ہو، اگر میں عدل و انصاف نہ کروں گا تو میرے بعد کون عدل کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کے اور بھی ساتھی ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہیں، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا ہے، وہ دین سے ایسے ہی نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔“

بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فیصلہ ہمیشہ عدل وانصاف کے لیے اعلیٰ معیار ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی اہمیت:

اللہ جل شانہٗ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے مابین حکم اور فیصلہ کرنے والا بنا کر بھیجا، اور لوگوں کے ایمان کو آپ کے فیصلے پر راضی ہونے سے مشروط کردیا، چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ:

”فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔“ (سورۃ النساء:۶۵)

ترجمہ: ”پھر قسم ہے آپ کے رب کی! یہ

لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کروائیں، پھر اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کرلیں۔‘‘ (ترجمہ بیان القرآن از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

’’اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىکَ اللّٰہُ۔‘‘ (سورۃ النساء:۱۰۵)

ترجمہ:’’بے شک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق، تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلادیا ہے اور آپ ان خائنوں کی طرف داری کی بات نہ کیجیے۔‘‘ (ترجمہ بیان القرآن از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

نبوت سے قبل آپ ﷺ کے فیصلے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفات ایسی ہیں کہ اہلِ عرب‘ نبوت سے پہلے بھی ان کے معترف رہے، اور نبوت کے اعلان کے بعد بھی ان صفات کا چرچا ان کے درمیان رہا، اور کیا دشمن، کیا دوست سب ہی ان صفات کے معترف اور قائل رہے۔ ان صفات میں سے ایک صفت درست اور مبنی برحق فیصلہ کرنے کی تھی۔ نہ صرف نبوت کے بعد بلکہ نبوت سے پہلے بھی مشرکینِ مکہ اپنے مختلف جھگڑوں اور تنازعات میں آپ کے فیصلوں پر سرِ تسلیم خم کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ محض بیس سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امن وآشتی کے پرچار اور ظلم کے خلاف مظلوم کی دادرسی کرنے کے لیے حلف الفضول نامی معاہدے میں شریک ہوئے۔ ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے قبل جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی، اور حجرِ اسود کو نصب کرنے پر جھگڑا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نے حَکَم مان کر آپ کے فیصلے پر عمل کیا، ابوطالب نے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشعار پڑھے: (أبو عبدالله، محمد بن سعد، الطبقات الكبرى، ذكر هدم قريش الكعبة، ۱/۱۱۷، ط:دار الكتب العلمية)

إِنَّ لَنَا اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ
فِيْ الْحُكْمِ وَالْعَدْلِ الَّذِيْ لَا نُنْكِرُهٗ

ترجمہ:’’وہی ہمارے لیے اول ہیں، اور وہی ہمارے لیے آخر ہیں، اور فیصلے میں اور عدالت میں ہم ان کا انکار نہیں کرتے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کرنے کا طریقہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فریقین کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے، اور ان کے درمیان ایسا فیصلہ فرماتے تھے کہ جس سے صاحبِ حق کو اس کا حق مل جائے۔ اکثر اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم فریقین میں صلح کروا دیا کرتے تھے، اور انہیں دوسرے کا حق دبانے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وعید سناتے تھے۔ ذیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کرنے کے مختلف طریقے ذکر کیے جاتے ہیں:

صلح کروانا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر وبیشتر یہی کوشش ہوتی تھی کہ فریقین کے مابین صلح ہو جائے، اور خوش اسلوبی کے ساتھ معاملہ نمٹ جائے، اور اگر مصلحت دیکھتے تو ایک فریق کے حصہ میں سے کچھ کمی بھی کردیتے، تاکہ معاملہ سلجھ جائے، چنانچہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ان کا کچھ قرض ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ پر تھا، اور انہوں نے مسجدِ نبوی میں ان سے قرض وصول کرنے کا تقاضا کیا، اس دوران کچھ آواز بلند ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر حضرت کعبؓ کو آواز دی اور کچھ قرض کم کرنے کا کہا، جسے انہوں نے فوراً کم کردیا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ کو بقایا قرض ادا کرنے کا حکم دیا، یوں دونوں کے مابین نزاع دور ہوا۔ (البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، رقم الحديث: ۴۵۷، ط: دار طوق النجاة)

شرعی حکم کے مطابق فیصلہ:

اگر فریقین میں صلح نہ ہوسکتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت کے حکم کے عین مطابق ان کے درمیان فیصلہ فرماتے، جیسے: ایک موقع پر ایک انصاری صحابیؓ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ پانی کے حوالے سے جھگڑا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے صلح کے طور پر تخفیف فرمائی، لیکن انصاری کے نہ ماننے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کے مطابق فیصلہ فرمایا۔‘‘ (البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب المساقاة، باب سكر الأنهار، رقم الحديث: ۲۳۵۹، ط:دار طوق النجاة)

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں کچھ تخفیف والا فیصلہ فرمایا، اور علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اشارہ بھی کیا کہ وہ کچھ تخفیف کریں،

(الآلوسي، شهاب الدين محمود، تفسير روح المعاني، سورة النساء، الآية: ۶۵، ۵/۹۵، ط: مکتبہ رشیدیہ) تاکہ فریقین کی رعایت ہوجائے، لیکن دوسری مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا مکمل حق دیا، اور انصاری کے حق میں بھی کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔

جھوٹی قسم کھانے سے ڈرانا:

اگر مدعی کے پاس اپنے دعویٰ پر گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ سے قسم لی جاتی ہے، یہی اسلامی طریقہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعا علیہ کو قسم کھانے کا حکم دیتے، لیکن جھوٹی قسم کھانے پر وعید سے ڈراتے، اور یہ بھی آپ کی رحمت ہی کا ایک مظہر تھا، تاکہ انسان سمجھ جائے اور دنیا کے تھوڑے فائدے کے لیے اپنے اُخروی اور دائمی فائدے سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔

ایک فیصلے کے دوران جب مدعا علیہ قسم کھانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

”مَنِ اقْتَطَعَ اَرْضًا ظَالِماً لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔“ (القشيري، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة، رقم الحديث: ۲۰۰، ط: المكتبة الفاروقية)

ترجمہ: ”جس کسی نے دوسرے کی زمین ظلم کرتے ہوئے ہتھیا لی، تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ جل شانہ اس پہ غضبناک ہوں گے۔“

خلافِ شرع حکم کو رد کرنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف شریعت کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے، بلکہ خلافِ شریعت کیے گئے فیصلوں کو بدل کر درست فیصلہ کیا کرتے تھے، چنانچہ جب ایک موقع پر دو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اور وہ دونوں کسی مسئلے میں آپسی رضامندی سے فیصلہ کر چکے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، اَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ، وَتَغْرِيبُ عَامٍ۔“ (البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصلحوا على جور، رقم الحديث: ۲۶۹۵، ط: دار طوق النجاة)

ترجمہ: ”میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، وہ باندی اور تمہاری بکریاں تمہیں لوٹا دی جائیں گی، اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے، اور سال بھر کی جلاوطنی ہوگی۔“

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافِ شریعت فیصلے کو منسوخ کرکے عدل وانصاف کے مطابق فیصلہ فرمایا۔

نزاع ختم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فریقین میں صلح کروانے اور نزاع ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر کسی معاملہ میں کوئی ذمہ داری قبول کرنے والا نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے مظلوم کی دادرسی فرماتے، چنانچہ ایک موقع پر جب عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کا مقتول جسم خیبر میں پایا گیا اور کسی طرح بھی اس کے قاتل کی تعیین نہ ہوسکی، اور معاملہ کسی طور نہ سلجھ سکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے ان کی دیت ادا فرمائی۔ (البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب كتاب الحاكم إلى عماله، رقم الحديث: ۷۱۹۲، ط: دار طوق النجاة)

ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کا قرض ادا کرنے کے لیے خود تشریف لائے، اور قرض خواہوں کو اپنے دستِ مبارک سے کھجوریں دیں، جبکہ اس سے پہلے قرض خواہ ان کھجوروں کے لینے سے انکار کر چکے تھے۔ (النسائي، أحمد بن شعيب، كتاب الوصايا، باب قضاء الدين قبل الميراث، رقم الحديث: ۳۶۳۹، ط: دار المعرفة)

ظاہری حالت پر فیصلہ کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فریقین کی ظاہری

ایک قادیانی گھرانے کا قبولِ اسلام

شیخوپورہ..... ۱۰؍رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ، مطابق ۲۱؍مارچ ۲۰۲۴ء بوقت افطار جامع مسجد محمدیہ عثمانیہ قصبہ جھبراں ضلع شیخوپورہ میں آصف ولد نثار احمد خان نے اپنی بیوی اور دو بچوں سمیت مولانا فضل الرحمٰن منگلا (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شیخوپورہ) کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس موقع پر مفتی محمد شفیق شیخوپوری مدظلہ (سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھبراں ضلع شیخوپورہ) نے نومسلموں کے لئے افطاری اور پُرتکلف عشائیہ کا بھی انتظام کیا اور نومسلموں کے لئے اسلام پر استقامت کی دعا بھی کی گئی۔

حالت پر فیصلہ فرماتے تھے، اور بسا اوقات وحی کے ذریعے اس فیصلے کی تائید یا اس کے بارے میں کوئی آیت نازل ہوجاتی، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَإِنْ قَضَيْتُ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ، فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا۔‘‘ (الترمذي، محمد بن عيسىٰ، سنن الترمذي، أبواب الأحكام، باب ما جاء في التشديد على من يقضى له بشيء، رقم الحديث: ۱۳۳۹، ط:دار الغرب الإسلامي)

ترجمہ: ’’تم لوگ میرے یہاں اپنے مقدمات لاتے ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک تم میں دوسرے سے دلیل بیان کرنے میں بڑھ کر ہوتا ہے، پھر میں اس کو اگر اس کے بھائی کا حق دلا دوں، تو میں اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں۔‘‘

قاضیوں کے لیے ہدایاتِ نبوی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق امت کو ہدایت دی ہیں، قضاۃ اور حاکم کو بوقتِ قضاء اور فیصلہ کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات سے ان کے حوالے سے مکمل رہنمائی کی ہے، چنانچہ فرمانِ نبوی ہے:

’’لَا يَحْكُمُ الحَاكِمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ۔‘‘ (الترمذي، محمد بن عيسىٰ، سنن الترمذي، أبواب الأحكام، باب ما جاء القاضي لا يقضي وهو غضبان، رقم الحديث: ۱۳۳۴، ط: دار الغرب الإسلامي)

’’قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

’’فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ، فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ۔‘‘ (السجستاني، سليمان بن أشعث، سنن أبي داود، كتاب الأقضية، باب كيف القضاء، رقم الحديث: ۳۵۸۲، ط:دار المعرفة)

ترجمہ: ’’جب دونوں فریق تمہارے سامنے بیٹھ جائیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات نہ سن لو۔‘‘

آپ ﷺ کے متفرق فیصلے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کئی فیصلے کیے۔ یہ تمام فیصلے مبنی برحق ہونے کے ساتھ ساتھ پوری اُمت کے لیے کئی اسباق لیے ہوئے تھے۔ ذیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند فیصلے ذکر کیے جاتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم کی عورت کا ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کیا، باوجود یہ کہ اس عورت کے حق میں کئی سفارشیں آئیں۔ (السجستاني، سليمان بن أشعث، سنن أبي داود، كتاب الأقضية، باب كيف القضاء، رقم الحديث: ۳۵۸۲، ط:دار المعرفة)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ جو کوئی قتلِ خطا میں مارا جائے، اس کی دیت سو اونٹ ہوگی۔ (السجستاني، سليمان بن أشعث، سنن أبي داود، كتاب الديات، باب الدية كم هي، رقم الحديث: ۴۵۴۳، ط:دار المعرفة)

بچہ کے نسب کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ بچہ کا نسب اپنی ماں کے شوہر سے ہی ثابت ہوگا۔ (البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب الولد للفراش، رقم الحديث: ۶۷۴۹، ط: دار طوق النجاة)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قابلِ تقسیم چیزوں میں شرکاء کے درمیان شفعہ کا فیصلہ فرمایا۔ (الترمذي، محمد بن عيسىٰ، سنن الترمذي، أبواب الحدود، باب ما جاء في الشفعة، رقم الحديث:۱۳۶۸، ط:دار الغرب الإسلامي)

خلاصہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کارخانۂ قدرت میں کام کرنے والے ہر شخص کے لیے اس کے میدان سے متعلق مکمل رہنمائی فرمائی ہے۔ موجودہ زمانے کے جج اور جرگہ و پنچائیت کے فیصلہ کنندگان کے لیے یہ درس ہے کہ وہ اس منصب و ذمہ داری کو امانت سمجھیں، ان کے قلم کی جنبش کسی ظالم کا سر بھی قلم کرواسکتی ہے، اور مظلوم کے خلاف بھی استعمال ہوسکتی ہے، اس لیے قاضی کو بہت سنبھل کر رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ بہت ہی نازک مرحلہ ہے، اسی لیے ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی کے متعلق فرمایا: ’’جسے قاضی بنا دیا گیا، وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔‘‘ (السجستاني، سليمان بن أشعث، سنن أبي داود، كتاب الأقضية، باب في طلب القضاء، رقم الحديث: ۳۵۷۲، ط: دار المعرفة)

بحیثیت مسلمان جج اور فیصل ایسے لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کریں۔

☆☆ .... ☆☆

رمضان المبارک کے بعد کی زندگی!

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ رخصت ہوا چاہتا ہے، ہر شخص نے اپنے دامن اور ظرف کے لحاظ سے ماہِ رمضان کی سعادتوں کو سمیٹا ہے، خدا کی نعمتوں اور سعادتوں کو حاصل کرنے سے زیادہ اہم یہ ہے کہ ان کی حفاظت کی جائے، حفاظت سے مراد یہ ہے کہ رمضان المبارک میں خیر کو قبول کرنے اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کو بجالانے کی جو توفیق میسر آئی ہے، وہ دوسرے دنوں میں بھی باقی رہے، اسی کو قرآن مجید نے تقویٰ سے تعبیر کیا ہے:

"یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ۔" (بقرہ:۱۸۳)

ترجمہ:.... "اے ایمان والو! جیسے تم سے پہلی اُمتوں پر روزے فرض کئے گئے تھے، تم پر بھی روزے فرض کئے گئے ہیں؛ تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوجائے۔"

تقویٰ کیا ہے؟ اللہ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچانا، یہ نافرمانی دو طریقوں پر ہوتی ہے: ایک اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑ کر، دوسرے بندوں کے ساتھ ظلم کر کے، اور اس نافرمانی اور ظلم و ناانصافی کا سبب دو چیزیں ہوتی ہیں: بہتر سے بہتر غذا کی طلب اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کا تقاضا، روزہ ان دونوں خواہشات پر روک لگاتا ہے، صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک روزہ دار حلال چیزیں بھی نہیں کھا سکتا اور اس پورے وقت وہ اپنی بیوی سے بھی اپنی ضرورت پوری نہیں کرتا، حالانکہ یہ باتیں عام حالات میں مباح اور جائز ہیں، پھر اگر کوئی شخص ایک ماہ اپنے آپ کو جائز خواہشات سے بھی روکنے پر قادر ہو جائے تو باقی گیارہ مہینوں میں کم سے کم وہ اپنے آپ کو حرام سے تو بچا سکے گا، اگر ۳۰ دن روزہ رکھنے کے باوجود ایک شخص کے اندر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس نے اس فریضہ کو صحیح جذبہ کے ساتھ انجام نہیں دیا۔

آیئے! ہم خدا سے عہد کریں کہ عام طور پر ہم سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں اور خدا کے بندوں کے ساتھ جو ظلم و زیادتی رَوا رکھی جاتی ہے، کم سے کم ان سے ہم اپنے آپ کو بچائیں گے اور اپنی زندگی میں ایک ایسا انقلاب لائیں گے جو صالح انقلاب ہوگا، جس میں گناہوں سے نفرت ہوگی، جس میں نفس کی غلامی سے آزادی ہوگی، جس میں کردار و عمل کی پاکیزگی ہوگی اور جس میں فکر و نظر کی سلامتی ہوگی۔

رمضان المبارک آتا ہے اور مسجدیں تنگ پڑنے لگتی ہیں، نچلی اور بالائی منزل بھر کر چھتوں پر اور سڑکوں پر نمازی ہوتے ہیں، نمازیوں کی کثرت کے لحاظ سے ہر نماز میں نمازِ جمعہ کا گمان ہوتا ہے؛ لیکن ادھر رمضان گذرا اور ادھر مسجدیں ویران ہوئیں، اب ایک دو صفیں بھی مشکل سے نظر آتی ہیں، یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ رمضان المبارک میں اپنے مالک و خالق کی ذات کا جو استحضار تھا اور اس کی خوشنودی و رضا جوئی کا جو جذبہ کارفرما تھا، اب وہ ختم ہو چکا ہے، محبت کی آگ بجھ گئی ہے اور خشیت کے شعلے خاکستر ہوگئے ہیں، اس لئے اس بات کا عزم کیجئے کہ آج بھی آپ اس سے بے نیاز اور مستغنی نہیں ہوسکتے، اور جس خدا کے خوف نے کل آپ کا سر جھکایا تھا، آج بھی اس کی ذات پوری جلال و قدرت کے ساتھ موجود ہے۔

دوسرا جو گناہ سماج میں دن بہ دن بڑھتا جا رہا ہے، وہ ہے کسبِ معاش میں حلال و حرام کے احکام سے بے اعتنائی کا؛ حالاں کہ حرام ذرائع سے حاصل ہونے والی چیزوں کو کھانا اور استعمال کرنا عبادتوں کو بھی بے اثر کر دیتا ہے، اور انسان کی دُعائیں بھی اس کی وجہ سے رد کر دی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سود کے گناہ کے ۷۰ درجات ہیں اور ان میں سب سے کم تر درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ برائی کرے، بینک میں جو رقم ڈپازٹ کی جاتی ہے اور جمع کی ہوئی رقم سے زیادہ رقم بینک ادا کرتا ہے،

وہ بھی سود ہی ہے، اور کتنے ہی لوگ ہیں جو ایسے سود کو اپنی خوراک بنارہے ہیں، نیز کس قدر شرم اور افسوس کی بات ہے کہ جب پولیس فینانسروں پر دھاوا کرتی ہے تو ان میں زیادہ تر مسلمان ہی نکلتے ہیں، جو غریبوں کو معمولی قرض دے کر بہت زیادہ تناسب کے ساتھ سود وصول کیا کرتے ہیں، یہ سودی قرضے متعدد لوگوں کی خودکشی اور سربراہانِ خاندان کی خودکشی کی وجہ سے پورے خاندان کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔

قمار خانوں میں بھی اچھی خاصی تعداد مسلمان جوئے بازوں کی ہوتی ہے، مسلمان محلوں میں شطرنج اور تاش کی لعنت عام ہے، بہت سے مسلمان مزدور اونچے انعامات کی حرص میں لاٹری پر لاٹری خریدتے جاتے ہیں اور اس طرح ان کی گاڑھی کمائی جوئے بازوں کی نذر ہو جاتی ہے، تجارت میں دھوکہ دہی، عیب پوشی اور جھوٹ کی وبا عام ہو چکی ہے، یہ سب کمانے اور پیسے حاصل کرنے کے ایسے طریقے ہیں جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے، سود سے، جوئے سے، اور تجارت میں بددیانتی اور دھوکہ دہی سے بچنے کا عزم مصمم کر لیجئے، اس سے آپ کی آخرت بھی سنور جائے گی اور دنیا میں بھی آپ باعزت اور نیک نام ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اسراف اور فضول خرچی سے منع فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو اور غسل میں بھی ضرورت سے زیادہ پانی کے استعمال کو منع فرمایا ہے، چہ جائے کہ بلاضرورت اور بے مقصد پیسے خرچ کیے جائیں؛ لیکن اس وقت فضول خرچی ہمارے سماج کا کینسر بن چکا ہے اور ہر چیز میں فضول خرچی کا رجحان عام ہو چکا ہے، مکانات کی تزئین وآرائش پر اتنا خرچ کیا جاتا ہے کہ اس میں کئی مکانات بن سکتے ہیں، فرنیچر خریدنے اور مختصر عرصہ کے بعد فرنیچر کی تبدیلی پر بے تحاشا رقمیں خرچ کی جاتی ہیں، معمولی دعوتوں میں بھی حد سے زیادہ تکلف کیا جاتا ہے، انواع واقسام کے سالن اور میٹھے اور زیادہ مقدار میں کھانے بنائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ کھانے کی اچھی خاصی مقدار پھینک دی جاتی ہے، شادی کی دعوتوں میں جو فضول خرچیاں ہوتی ہیں وہ تو سب سے سوا ہیں؛ حالاں کہ ہمارے معاشرہ میں اللہ کے کتنے ہی محتاج بندے ہیں، جن کے پاس سر چھپانے کے لئے جھونپڑی تک نہیں ہے، اور جنھیں کھانے کے لئے دو روٹی بھی میسر نہیں ہے، کیا قیامت کے دن اس کے بارے میں پوچھ نہیں ہوگی؟

طے کر لیجئے کہ ایسے اسراف اور فضول خرچی سے بچیں گے اور ان ہی پیسوں کو اچھے کاموں میں خرچ کریں گے، اگر دین اور قوم کے لئے خرچ کرنے کی توفیق میسر آجائے تو کیا کہنا ہے! لیکن اگر دل اس کے لئے تیار نہ ہو تو کم سے کم اس کو اپنے اور اپنے بال بچوں کے بہتر مستقبل کے لئے خرچ کیجئے، بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائیے، صنعتیں لگائیے، دوکانیں کھولیئے اور کارخانے قائم کیجئے، تاکہ ان پیسوں سے آپ کا مستقبل سنور سکے، کچھ غریبوں کے لئے روزی روٹی کا سامان میسر آئے اور ذلت وپستی کا طعنہ کھانے والی امت کا سر بھی بلند ہو۔

انسانوں کے ساتھ ظلم کی جو صورتیں مروّج ہیں، ان میں دو باتیں خاص طور پر قابل توجہ ہیں، ایک تو شادی بیاہ کے موقع سے لین دین، ہمارے معاشرہ میں ہزاروں لڑکیاں ایسی موجود ہیں جن کی عمریں ۳۰ سال سے زیادہ ہو چکی ہیں، اور ان کی شادی نہیں ہوئی ہے، وہ تعلیم یافتہ بھی ہیں، ہنرمند اور سلیقہ شعار بھی ہیں، شکل و صورت کی بھی بری نہیں ہیں، ان کا صرف ایک قصور ہے کہ وہ غریب ہیں، دولت مند نہیں، ان کا دامن مال سے خالی ہے، اس جرمِ بے گناہی کی سزا انھیں اس طرح مل رہی ہے کہ ان کی جوانیاں گزر گئیں یا گزرنے کو ہیں اور ان کے ہاتھ پیلے نہیں ہو سکے۔

جب قحبہ گری کے خلاف چھاپے پڑتے ہیں اور جوان لڑکیاں پکڑی جاتی ہیں تو ایسے واقعات پر لعن وطعن کی جاتی ہے، جب بیرونِ ملک کے معمر شہریوں سے کمسن لڑکیوں کے نکاح کا واقعہ پیش آتا ہے تو یہ میڈیا کا موضوع بن جاتا ہے اور کبھی ان معمر مردوں کو اور کبھی ان کمسن بچیوں کے والدین کو کوسا جاتا ہے؛ لیکن کیا کبھی آپ نے سوچا کہ یہ واقعات کیوں ظہور میں آتے ہیں؟ اس میں جتنا قصور ان لڑکیوں کا یا ان کے والدین کا ہوتا ہے، اس سے زیادہ قصور ظالم سماج کا ہے، جس نے لڑکی والوں سے بے جا مطالبات کی رسم کو تقویت پہنچائی، ورنہ کون ماں باپ اپنی پھول جیسی بچیوں کو بے رحم مستقبل کے حوالہ کرنے کو تیار ہوسکتا ہے اور کون شریف لڑکی ہے جو باعزت اور آبرومندانہ زندگی کی خواہش مند نہیں ہوتی؟ اس لئے نوجوان اس بات کا ارادہ کریں کہ وہ اپنا نکاح سنت کے مطابق انجام دیں گے، گھوڑے جوڑے اور جہیز کی بھیک لینے کے بجائے اپنی قوتِ بازو پر بھروسہ کریں گے، اور اپنی محنت سے اسبابِ زندگی حاصل کریں گے، عمر رسیدہ اور بوڑھے سرپرستان بھی اس بات کا عزم کریں کہ وہ

اپنے بچوں کا نکاح سنت کے مطابق انجام دیں گے اور عمر کے اس مرحلہ میں ظلم وجور کے اس گناہ سے اپنے دامن کو بچا کر رکھیں گے، جس سے ان کی آخرت تباہ ہوگی اور جس سے خود ان کی ذات کو کوئی نفع حاصل نہیں ہوگا۔

دوسرا ظلم جو ہمارے معاشرہ میں عام ہے، وہ لڑکیوں کو میراث سے محروم کرنا ہے، ہمارے معاشرہ میں یہ بات بھی عام ہو چکی ہے کہ بھائی، بہنوں کو میراث میں حصہ دینے سے محروم رکھتے ہیں، یہاں تک کہ خود باپ بھی لڑکیوں کو اپنی جائیداد میں کچھ دینا نہیں چاہتے اور خیال کرتے ہیں کہ شادی میں جو کچھ ان کو دے دیا ہے، وہی کافی ہے، یہ قرآن کے حکم کی کھلی خلاف ورزی ہے، قرآن مجید نے عورت کو بحیثیت ِماں، بحیثیت ِبیٹی، اور بحیثیت ِبیوی میراث کا لازمی حقدار قرار دیا ہے اور بعض صورتوں میں بہنیں اور دوسری رشتہ دار خواتین بھی وارث بنتی ہیں، یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے میراث کا قانون بیان کرنے کے بعد ’’فریضۃ من اللہ‘‘ کی تعبیر اختیار فرمائی ہے۔

جو لوگ حقیقی وارث ہوں ان کو حق نہیں دینا اور ان کے حصے کو بھی اپنے تصرف میں لے آنا کھلے طریقہ پر حرام مال کو کھانا اور اپنے مال میں حرام کو شامل کر لینا ہے، افسوس کہ بظاہر دیندار نظر آنے والے حضرات بھی ان گناہوں میں مبتلا ہیں۔

یہ کچھ نمایاں برائیاں ہیں، جو سماج کا حصہ بن چکی ہیں، تقویٰ کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے سماج کو ان گناہوں سے پاک کریں، حضرت ابو درداءؓ فرماتے تھے کہ تقویٰ کا کمال یہ ہے کہ انسان ایک رائی کے دانہ میں بھی خدا کا خوف محسوس کرے اور بعض حلال چیزوں کو بھی اس ڈر سے چھوڑ دے کہ کہیں حرام نہ ہو، (الدر المنثور:۱/۶۱) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کہتے تھے کہ صاحب ِتقویٰ کو گویا لگام لگی ہوتی ہے؛ اس لئے ایسا نہیں ہوتا کہ جو اس کے دل میں آئے وہ اس کو کر گزرے: ’’التقی ملجم لا یفعل کل ما یرید‘‘ (شرح السنۃ للبغوی:۱۴/۳۴۱)

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے اجر ِعظیم کا وعدہ فرمایا ہے، (آل عمران:۱۷۲) سب سے اہم بات یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے: ’’اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ‘‘ (توبہ:۴) تقویٰ کی وجہ سے مؤمن اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرفراز ہوتا ہے: ’’وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ‘‘ (توبہ:۳۶) اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سب سے باعزت اور شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہے: ’’اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ‘‘ (حجرات:۱۳) رسول اللہ ﷺ پر خشیت ِخداوندی کا ایسا غلبہ ہوتا تھا کہ جب آپ ﷺ دُعائیں فرماتے تو سینۂ مبارک سے چکی پیسنے کی سی آواز آتی تھی۔ (ابوداؤد:۹۰۴)

اس لئے رمضان المبارک کا اصل تحفہ ’’تقویٰ‘‘ ہے، جو گناہ کی طرف بڑھتے ہوئے قدموں کو تھام لیتا ہے، دنیا ایک راہ گزر ہے، انسان اس راہ کا ایک مسافر ہے اور اس سفر کے لئے سب سے بہتر توشہ تقویٰ ہے: ’’فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی‘‘ (بقرہ:۱۹۷)

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک صاحب حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کناں ہوئے کہ میں سفر پر جا رہا ہوں، مجھے زادِ سفر عطا فرما دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تمہارا زادِ سفر بنا دے: ’’زادک اللّٰہ التقوی‘‘ (ترمذی:۳۴۴۴)

اس لئے رمضان المبارک کی بے پناہ برکتوں اور رحمتوں کو اپنے دامن مراد میں محفوظ کیجئے اور تقویٰ کو اپنا توشۂ سفر بنا کر زندگی کا۔☆☆

ختم نبوت کانفرنس، کہروڑ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چاہ رانجھے والا نزد چک نمبر ۷۵ کہروڑ لعل عیسن ۱۰؍مارچ کو ظہر سے عصر تک ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت جامعہ اشرف المدارس لیہ کے مہتمم مولانا عبدالرحمن جامی نے کی، جبکہ کانفرنس کے انتظامات کہروڑ لعل عیسن کے ناظم اعلیٰ مولانا عمر فاروق نے کئے۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد ساجد، مولانا محمد نعیم، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے علاوہ پیر محل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مولانا عمر فاروق، مولانا محمد طارق کے علاوہ کئی ایک مقامی علماء کرام نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے۔ صدیوں سے امت جانی و مالی قربانیاں دے کر اس عقیدہ کی حفاظت کرتی چلی آ رہی ہے اور آئندہ بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں جائے گا۔ امت کسی پارلیمنٹ، عدلیہ اور انتظامیہ کو اس کے قوانین میں کسی کو ترمیم یا ختم کرنے کی اجازت قطعاً نہ دے گی۔ کانفرنس مغرب کی نماز سے تھوڑی دیر پہلے ختم ہوئی۔

(احسان احمد، شجاع آبادی)

چیف جسٹس آف پاکستان کے قادیانیوں سے متعلق فیصلے پر

ملی مجلس شرعی کے تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام کا متفقہ تبصرہ اور تجاویز

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

ملی مجلس شرعی، جو تمام دینی مکاتب فکر کے علماء کا مشترکہ علمی فورم ہے اور ۲۰۰۷ء سے کام کررہا ہے، اس کے علماء کرام کا ایک اجلاس ۵ مارچ ۲۰۲۴ء کو جامعہ عثمانیہ/ جامع آسٹریلیا مسجد لاہور میں ہوا۔ علماء کرام نے چیف جسٹس صاحب کے قادیانیوں سے متعلق فیصلے پر شق وار غور کیا اور مندرجہ ذیل رائے دی جسے سپریم کورٹ کو بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا:

۱۔ پیراگراف 6

اپنے فیصلے کے پیراگراف 6 میں چیف جسٹس صاحب نے قرآن حکیم کی آیت: ''لَا اِکْرَاهَ فِي الدِّيْنِ'' (البقرہ ۲:۲۵۶) کا حوالہ دیا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں جبکہ زیرِ بحث موضوع سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ کیس یہ ہے ہی نہیں کہ مسلمان قادیانیوں کو زبردستی مسلمان کررہے ہیں، نہ قادیانیوں نے یہ شکایت کی ہے کہ مسلمان انہیں زبردستی مسلمان بنارہے ہیں لہٰذا چیف جسٹس صاحب کا یہاں اس آیت کا حوالہ دینا غیر متعلق ہے۔

۲۔ پیراگراف 7

یہاں چیف جسٹس صاحب نے قرآن حکیم کی دو آیتیں پیش کی ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری دین پہنچا دینے کی تھی نہ کہ لوگوں کو زبردستی مسلمان کرنے کی۔ چیف جسٹس صاحب کا یہ حوالہ بھی زیر بحث کیس سے غیر متعلق ہے اور خلط مبحث کا باعث ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیس زیر بحث میں زبردستی مسلمان کرنے کی شکایت نہ تو قادیانیوں نے کی ہے اور نہ مسلمان اس کے مدعی ہیں اور نہ اس پر عامل ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بھی کبھی کسی کو زبردستی مسلمان نہیں کیا۔ پھر پہنچا دینے کا مفہوم بھی چیف جسٹس صاحب غلط لے رہے ہیں۔ بلاشبہ نبی کریم ﷺ کی اولیں ذمہ داری دین پہنچا دینے ہی کی تھی لیکن قرآنی تعلیمات اس پر شاہد ہیں اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ اس کا گواہ ہے کہ آپ نے اسلامی معاشرہ بھی قائم کیا اور اسلامی ریاست بھی اور ریاست کی قوت سے اسلامی احکام پر عمل بھی کرایا۔ لہٰذا ''پہنچا دینے'' کا جو مفہوم چیف جسٹس صاحب لے رہے ہیں وہ صحیح نہیں ہے۔

چیف جسٹس صاحب نے اس پیراگراف میں یہ بھی کہا ہے کہ دین میں جبر تصورِ آخرت کے بھی منافی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب اسلام دین میں جبر کا قائل ہی نہیں، نہ رسول کریم ﷺ نے کبھی اس پر عمل کیا، نہ اس کا حکم دیا، نہ مسلمان اس کے قائل ہیں، نہ قادیانیوں نے یہ شکایت کی ہے کہ مسلمان انہیں زبردستی مسلمان بنارہے ہیں تو چیف جسٹس صاحب کو یہ مقدمہ پیش کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ لہٰذا اس آیت کا ذکر بھی یہاں بے محل اور غیر متعلق ہے۔

۳۔ پیراگراف 8

اس میں چیف جسٹس صاحب کہتے ہیں کہ قرآن غور وفکر کی دعوت دیتا ہے اور اس کے لیے انہوں نے قرآن حکیم کی دو آیات نقل کی ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اس کیس میں آیات پر تدبر کرنے کی بجائے مدعی کی خواہش یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ ملزمان کو توہینِ قرآن اور گستاخئ رسول کا مرتکب قرار دے۔

اس کو اردو محاورے میں کہتے ہیں مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ جناب! قرآنِ حکیم میں تدبر کرنے کا اس بات سے کیا تعلق ہے کہ کسی مرتد (واولادِ مرتد) اور غیر مسلم کو قرآن کی غلط تشریح کرنے اور اس کی مسلمانوں میں تشہیر کرنے سے روکنے کی کوشش کی جائے جبکہ ریاست قرآن کی اس تشریح کو غلط اور مسلمانوں کے لیے مضر اور اشتعال انگیز قرار دے کر پہلے ہی اس پر پابندی لگا چکی ہے۔

پھر چیف جسٹس صاحب نے یہ نہیں سوچا کہ قرآن پر غور وتدبر کا مقصود کیا ہے؟ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پڑھنے اور اس پر غور وتدبر کرنے کا حکم اسی لیے دیا ہے کہ اس پر عمل کیا جاسکے۔ اور تعلیم ہی اگر غلط ہو تو اس پر عمل بھی غلط ہوگا، لہٰذا اگر کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم کو قرآن

کی غلط تشریح کرنے پر ٹوکا ہے یا ریاست نے اسے اس سے روکا ہے تو ٹھیک کیا ہے۔ یہ قرآنِ حکیم پر صحیح تدبر کا صحیح نتیجہ ہے لیکن چیف جسٹس صاحب اسے خلاف تدبر قرار دے رہے ہیں۔

پھر اس پیرا گراف میں چیف جسٹس صاحب نے قرآن حکیم کی اس آیت کا بھی حوالہ دیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ سوال یہ ہے کہ اس بات کا زیر بحث کیس سے کیا تعلق ہے؟ یا یہ مدعی کے خلاف اور مدعا علیہم کے حق میں کیسے جاتی ہے؟ اس آیت کا تقاضا تو یہ ہے کہ مسلمان اور ان کی ریاست متنِ قرآن کی حفاظت کریں اور قرآن کی اس تشریح کی حفاظت کریں جو مسلمانوں کی 1450 سالہ جمہور اہلِ علم اور جمہور امت کی روایت ہے۔ اس لحاظ سے اگر کوئی اس آیت کو پیش کرکے اس کی تشریح کرے تو یہ مدعی کے حق میں جاتی ہے نہ کہ مدعا علیہم کے حق میں، جو مسلمانوں کی قرآن کی متفق علیہ تعبیر کی مخالفت کرتے ہیں اور انہوں نے اس پر ایک نیا مذہب کھڑا کرلیا ہے۔

۴۔ چیف جسٹس صاحب کو مشورہ

i۔ مندرجہ بالا تصریحات سے ظاہر ہے کہ چیف جسٹس صاحب نے اپنے فیصلے میں جتنی قرآنی آیات کا بھی حوالہ دیا ہے وہ اس موضوع سے غیر متعلق ہیں جس کی وجہ سے خلط مبحث پیدا ہوا ہے۔ لہٰذا ہم انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ انہیں خود محسوس کرنا چاہیے کہ وہ قرآنی علوم کے ماہر نہیں ہیں لہٰذا انہیں چاہیے کہ قرآن حکیم سے براہ راست خود استفادہ کرنے کی بجائے ان اہلِ علم سے مشورہ لے لیا کریں جنہوں نے ساری عمر قرآن حکیم کو سمجھنے سمجھانے اور سیکھنے سکھانے میں گزاری ہے جیسا کہ خود انہوں نے 26 فروری 2024ء والے فیصلے میں کیا ہے کہ بعض دینی اداروں کو اس سلسلے میں معاونت کے لیے کہا ہے۔ یہ کام انہیں 6 فروری 2024ء کا فیصلہ کرنے سے پہلے کرنا چاہیے تھا۔

ii۔ اہل علم سے مشورہ لینے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ مشورہ ان سے لیا جائے جو امت کی 1450 سالہ علمی روایت کے امین ہیں اور ''جمہور علماء'' اور ''جمہور امت'' کہلاتے ہیں نہ کہ شاذ رائے رکھنے والے کسی ایسے متجدد سے جو مغرب کی الحادی فکر و تہذیب سے مرعوب ہو کر قرآن وسنت کی تشریح ایسے کرتا ہو جو مغربی فکر و تہذیب اور اس کے علمبرداروں کے مفادات کے مطابق ہو جیسے جاوید احمد غامدی صاحب جنہیں سارے پاکستان کے علماء گمراہ قرار دے چکے ہیں اور جن کے ادارے المورد کو چیف جسٹس صاحب نے دینی امور میں مشاورت کے لیے بلایا ہے۔ اگر وہ ان جیسے لوگوں سے مشاورت کریں گے تو پاکستان کی ملت اسلامیہ کبھی ان کے فیصلوں کو قبول نہیں کرے گی لہٰذا اُنہیں المورد کو مشاورت کے لیے نہیں بلانا چاہیے تھا۔

۵۔ پیرا گراف 8

چیف جسٹس صاحب نے یہاں فرمایا ہے کہ آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق غیر مسلموں کو اپنے تعلیمی اداروں میں اپنے مذہب کی تعلیم و تلقین کی اجازت دیتے ہیں۔

i۔ یہاں پہلی بات تو نوٹ کرنے کی یہ ہے کہ آئین یہ اجازت غیر مشروط طور پر نہیں دیتا بلکہ اسے قانون کی مطابقت سے مشروط کرتا ہے۔ اب یہ دیکھیے کہ آئین پاکستان قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیتا ہے اور قانون ان کو اسلامی شعائر اور مصطلحات کے استعمال سے روکتا ہے جیسے امیر المومنین، صحابہ کرام، اہل بیت، مسجد، اذان وغیرہ۔

ii۔ دوسرے یہ کہ قادیانی حضرات اپنے مذہب کو ساری دنیا میں، اور پاکستان میں صحیح اسلام اور صحیح مسلمان کے طور پر متعارف کراتے ہیں اور اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس کے لیے وہ اپنا لٹریچر وسیع پیمانے پر طبع اور تقسیم کرتے ہیں اور اس مقصد سے سوشل، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کو (یعنی عامۃ المسلمین) کو وہ کافر اور جہنمی قرار دیتے ہیں۔ ان حالات میں پاکستانی مسلمان اور علماء کرام اس کو صحیح تسلیم نہیں کرسکتے کہ قادیانیوں کو بنیادی انسانی حقوق کے کور (Cover) کے تحت غیر اسلامی مواد کی طباعت اور تقسیم کی اجازت دی جائے، اپنے اداروں میں بھی اور باہر بھی۔

۶۔ دفعہ 298C

چیف جسٹس صاحب کو یہ نکتہ بھی پیش نظر رکھنا چاہیے تھا کہ حکومت پنجاب کے ادارے ''قرآن بورڈ'' نے اس قرآنی تفسیر 'تفسیر صغیر' پر 2016ء سے اسے غیر قانونی قرار دے کر اس پر پابندی لگا رکھی ہے کیونکہ اس میں قرآن حکیم کی تشریح قادیانی نقطۂ نظر سے اس طرح کی گئی ہے کہ اس کی طباعت اور تقسیم عام مسلمانوں کے لیے مضر اور اشتعال کا سبب بن سکتی ہے لیکن اس کے باوجود قادیانی نہ صرف اسے پاکستان میں چھپوا رہے ہیں اور تقسیم کر رہے ہیں (بلکہ ساری دنیا میں

اسے صحیح اسلامی تفسیر کہہ کر پھیلا رہے ہیں)۔ملزم اس کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ اپنے گروہ کو اصل مسلمان ثابت کرنے کے لیے اس کتاب کی ترویج و تقسیم میں مصروف تھا جو298Cکے تحت جرم بنتا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ملزم نے ٹرائل کورٹ اور ہائی کورٹ میں کسی جگہ اس دفعہ کے خارج کیے جانے کا مطالبہ کیا ہی نہیں لیکن فاضل چیف جسٹس نے ازخود ملزمان کو اس دفعہ سے خارج کر دیا ہے۔

۷۔دفعہ295B

چیف جسٹس صاحب فرماتے ہیں کہ ملزم کے خلاف 295B کا الزام ثابت نہیں ہوتا اور اسے مقدمے سے خارج کر دیا۔سوال یہ ہے کہ جب 295B میں Defilement کا لفظ موجود ہے جس کے معنی آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق یہ ہیں:

To make something dirty or no longer pure اور اس کے مترادفات(Synonyms)ہیں: Spoil, debase, pollute, degrade, dishonour جبکہ یہی بات تو یہاں زیر بحث ہے کہ ملزمان نے قرآن کے متن، ترجمہ اور تفسیر کی ایسی طباعت واشاعت کی ہے کہ جس میں قرآنی مفاہیم میں تحریف اور زیادتی کی گئی ہے تو اس پر295B کا اطلاق کیوں نہیں ہوتا اور چیف جسٹس صاحب نے کیونکر اس پر 295Bکے اطلاق سے انکار کیا ہے؟

۸۔ جس مواد پر حکومت پابندی لگا دے اس کی طباعت واشاعت دہشت گردی کے ضمن میں آتی ہے (دیکھیے دہشت گردی ایکٹ 1997ء کی دفعہ 8 اور 11W) لیکن فاضل چیف جسٹس صاحب اس پر غور ہی نہیں فرما سکے اور ملزمان کو بری کر دیا۔

۹۔ چیف جسٹس صاحب فرماتے ہیں کہ اس مقدمے پر کریمنل امینڈمنٹ ایکٹ 1932ء لاگو ہوتا ہے جس کے تحت اس جرم کی زیادہ سے زیادہ سزا6 ماہ قید ہے(جبکہ ملزم اس سے زیادہ قید کاٹ چکا ہے لہٰذا اس کی ضمانت قبول کی جانی چاہیے تھی) جبکہ مذکورہ ایکٹ 64 سال پہلے پریس اینڈ پبلی کیشن ایکٹ 1960ء کے ذریعے ختم کر دیا گیا تھا۔جس کے ثبوت میں اعلیٰ عدلیہ کے فیصلے دیکھے جاسکتے ہیں۔ جبکہ اس کیس پر اطلاق درحقیقت ’’پنجاب ہولی قرآن (پرنٹنگ اینڈ ریکارڈنگ ایکٹ 2011ء (دفعہ 7اور 9) کا ہوتا ہے جس کے تحت اس کی سزا عمر قید اور کم از کم سزا تین سال ہے۔ چیف جسٹس صاحب نے ایسا کیوں کیا ہے؟ اس کا جواب تو وہی دے سکتے ہیں۔

۱۰۔پیراگراف9

چیف جسٹس صاحب اس میں فرماتے ہیں کہ ہر شہری کو مذہبی آزادی کا بنیادی حق حاصل ہے مگر بنیادی حقوق کی دفعہ 4 میں یہ آزادی مشروط ہے قانون کی مطابقت سے ۔ پھر آئین کے آرٹیکل 260B کے مطابق قادیانی کوئی مذہب نہیں(ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح) بلکہ چند افراد کا ایک گروپ ہے جو اسلام کے حساس عقائد میں تحریف کرتا ہے۔ یہ بات قومی اسمبلی کی ان ابحاث میں بالکل واضح ہے جو 260B بناتے وقت قومی اسمبلی میں ہوئیں۔

۱۱۔پیراگراف10

چیف جسٹس صاحب فرماتے ہیں کہ اگر متعلقہ ادارے قرآن، آئین اور قانون کو دیکھ لیتے تو FIR درج ہی نہ ہوتی۔سوال یہ ہے کہ آئین کا آرٹیکل 4 کہتا ہے کہ ہر فرد کو آزادی حاصل ہے مگر قانون کے مطابق۔ اور قانون کہتا ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور وہ مسلمانوں کے شعائر اور اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ تحریف شدہ ترجمہ قرآن بھی، خلافِ قانون اور قابلِ سزا ہے قرآن بورڈ نے ہولی قرآن ایکٹ 2011ء کے تحت اس پر پابندی لگائی ہے تو عدالت کیسے کہہ سکتی ہے کہ FIR درج ہی نہیں ہونی چاہیے تھی۔

۱۲۔پیراگراف16

چیف جسٹس صاحب اس امر پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ مذہبی جرائم کی روک تھام ریاست کا کام ہے نہ کہ کسی اکیلے آدمی کا۔اس کا جواب یہ ہے کہ آئین کی رو سے پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے جس میں کوئی قانون خلاف اسلام نہیں بنایا جاسکتا اور اگر بن جائے تو ہر مسلمان کو حق ہے کہ وہ اسے اس بنیاد پر چیلنج کرے کہ یہ قرآن وسنت کے خلاف ہے،لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ مذہب کے خلاف قوانین کو کوئی فرد چیلنج نہیں کرسکتا۔یہاں تو ریاست کی یہ حالت ہے کہ مدعی نے 2019ء میں ریاست سے مطالبہ کرنا شروع کیا کہ ملزمان توہین قرآن کے مرتکب ہو رہے ہیں لیکن پوری کوشش اور بھرپور فالو اپ کے بعد کہیں 2022ء میں جا کر ملزمان کے خلاف FIR کاٹی گئی۔

۱۳۔ ایک ملزم چیف جسٹس صاحب کے پاس ضمانت کرانے آیا تھا باقی ملزمان مفرور تھے۔ چیف جسٹس صاحب نے انہیں بغیر مانگے،

ان کی درخواست ضمانت کو اپیل میں بدلا اور پھر اسے قبول کرنے کا اعلان کردیا یعنی وہ سب جرم سے بری قرار دیئے گئے۔ قادیانیوں سے یہ آؤٹ آف باکس مہربانی کی وجہ چیف جسٹس صاحب ہی بتا سکتے ہیں اور پھر ان کا مشہور زمانہ رویہ کہ وکیلوں کو بولنے نہ دو، ڈانٹ ڈپٹ کرکے انہیں توہین عدالت کی دھمکی دو، خود بولتے رہو اور خود ہی فیصلہ کردو۔ چیف جسٹس صاحب کا Tenure بہت تھوڑا ہے لیکن اپنے اس رویے کی وجہ سے وہ مدتوں یادرکھے جائیں گے، جیسا کہ لوگ آج بھی اس چیف جسٹس کو یاد کرتے ہیں جس کے پاس ایک مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر قوانین میں تبدیلی کرنے کی اجازت لینے گیا اور سپریم کورٹ نے اسے آئین تبدیل کرنے کی بھی اجازت دے دی۔ ماشاءاللہ!

۱۴۔ آئین وقانون میں تبدیلی کی ضرورت

i۔ ہم سمجھتے ہیں کہ علماء کرام اور عوام نے تحریک چلاکر 1974ء میں پارلیمنٹ سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوادیا۔ پھر تجربے نے ثابت کیا کہ قادیانیوں نے اس فیصلے کو قبول نہیں کیا اور وہ مسلسل خود کو اصلی مسلمان ظاہر کرتے اور مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ اس بناء پر علماء کے مطالبے پر جنرل ضیاءالحق کو امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء میں پاس کرنا پڑا اور 295B میں قادیانیوں کو مسلمانوں کی بعض اصطلاحات اور شعائر کا نام لے کر ذکر کرنا پڑا کہ وہ انہیں استعمال نہیں کرسکتے۔ اس کے باوجود ہمارا تجربہ یہ ہے کہ قادیانی بدستور التباس پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لہٰذا ایسے مزید اقدامات کی ضرورت ہے۔ کچھ چیزوں کے نام لے کر ان کا ذکر کرنے کی ضرورت ہے کہ قادیانیوں کو ان کے استعمال سے روک دیا جائے جن کی فہرست ہم یہاں دے رہے ہیں۔

ii۔ آئین میں تبدیلی کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ چیف جسٹس صاحب اور ان کی طرح کے کئی لوگ سمجھتے ہیں کہ قادیانیوں کے خلاف جو قانون سازی کی گئی ہے وہ اقوام متحدہ کے بنیادی حقوق کے چارٹر اور آئین پاکستان میں مذکور بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔ اس بات سے اگر صرفِ نظر بھی کرلیا جائے کہ آئین پاکستان میں دیئے گئے بنیادی حقوق مغربی ممالک اور اقوام متحدہ کے بنیادی حقوق سے لیے گئے ہیں اور ان میں سے کئی قرآن وسنت کے خلاف ہیں، ہم کہتے ہیں کہ اس التباس سے بچنے کی موزوں صورت یہ ہے کہ آئین کے متعلقہ بنیادی حقوق میں جہاں شہری آزادیوں کا ذکر ہے وہاں اسے قادیانیوں سے متعلق قوانین سے مشروط کردیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے، اور ہم کہتے ہیں کہ یہ وجہ بہت اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ قادیانیوں کا مسئلہ عام غیر مسلموں (ہندوؤں اور عیسائیوں) جیسا نہیں ہے بلکہ وہ مرتد (اور اولادِ مرتد) ہیں اور انہوں نے اسلام ترک کیا ہے لہٰذا ان پر ایسی پابندیوں کا اطلاق تقاضائے انصاف ہے جن سے وہ خود کو مسلمان نہ ظاہر کرسکیں اور انہیں مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی اجازت نہ ہو۔

اس لیے ہم چیف جسٹس صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ حکومت کو آئین میں

قومی معیشت کی بحالی کا واحد راستہ

اسلامی تعلیمات

عام انتخابات کے بعد قومی اور صوبائی سطح پر نئی حکومتوں نے کام شروع کردیا ہے اور اخباری اطلاعات کے مطابق عسکری وسیاسی قیادت نے قومی معیشت کی بحالی کے لیے مشترکہ عزم کا اظہار کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی آئی ایم ایف کے ساتھ معاملات ازسرنو طے پاجانے کی خبریں بھی آچکی ہیں۔

قومی معیشت کی بحالی کا عزم خوش آئند بات ہے، مگر ہم اس کی کامیابی کی خواہش اور دعا کے ساتھ عرض کرنا چاہیں گے کہ قومی معیشت کی بحالی اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معاشی استحکام وترقی کا واحد راستہ یہ ہے کہ بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے افتتاح کے موقع پر جو ارشاد فرمایا تھا کہ ”ہم اپنا معاشی نظام مغربی اصولوں پر نہیں، بلکہ اسلامی اصولوں پر تشکیل دیں گے۔“ بانئ پاکستان کے اس اعلان کی طرف واپس جائے بغیر ملک کے معاشی استحکام اور ترقی کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ معیشت کے اسلامی اصولوں اور مزاج کے حوالے سے ربع صدی قبل کا ایک مضمون یاددہانی کے طور پر قارئین کی خدمت میں دوبارہ پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ پاک ہمیں صحیح سمت سنجیدہ اقدامات کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

(حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ)

مذکورہ آئینی تبدیلی کے علاوہ 295B میں مندرجہ ذیل امور کو قانون میں شامل کرنے کی تجویز دیں:

۱۔ ’’احمدیوں‘‘ کو ’قادیانی غیر مسلم‘ اور ’لاہوری غیر مسلم‘ کہا جائے اور انہیں ’احمدی‘ نہ کہا جائے کیونکہ احمدی اور محمدی تو عام مسلمان ہیں۔

۲۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھا جائے اور اس میں انہیں ’قادیانی غیر مسلم‘ اور ’لاہوری غیر مسلم‘ لکھا جائے۔

۳۔ قادیانی اور لاہوری غیر مسلموں کو مسلمانوں جیسے نام رکھنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

۴۔ وہ قرآن کو اپنی مذہبی کتاب نہیں کہہ سکتے اور نہ اس کی طباعت واشاعت وتدریس کر سکتے ہیں کیونکہ یہ مسلمانوں کی مقدس مذہبی کتاب ہے نہ کہ ان کی۔ یہی معاملہ کتبِ حدیث کے ساتھ بھی ہونا چاہیے۔

۵۔ ان کے مرد وخواتین کا لباس اور ان کی وضع قطع (داڑھی ٹوپی وغیرہ) مخصوص ہونی چاہیے اور عام مسلمانوں جیسی نہیں ہونی چاہیے جیسا کہ عہد صحابہ میں تھا اور حضرت عمرؓ نے اس کا حکم دیا تھا۔

۶۔ وہ اسلام کے کسی رکن مثلاً صلاۃ، صوم، زکوٰۃ، حج اور جمعہ، عیدین، قربانی کو اپنی عبادت کے طور پر اختیار نہیں کر سکتے۔

۷۔ وہ اسلام کی اصطلاحات، شعائر، اسماء اور کسی بھی ایسے امر/رسم کو اختیار اور استعمال نہیں کر سکتے جس سے وہ یہ التباس پیدا کر سکیں کہ وہ مسلمان ہیں اور نہ انہیں کسی بھی شکل میں خود کو مسلمان کہلانے کی اجازت ہو۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ وہ عام کفار یعنی ہندوؤں، عیسائیوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ وہ مرتد ہیں اور ترکِ اسلام کے مجرم ہیں لہٰذا ان کا مسلمانوں سے اور ان کے شعائر، مقدسات، عبادات، اصطلاحات، رسوم ورواج سے الگ اور متمیز ہونا ضروری ہے تاکہ ان کی الگ شناخت ممکن ہو سکے۔

اسمائے گرامی شرکاء مجلس

۱۔ مولانا زاہد الراشدی (شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم و ڈائریکٹر شریعہ اکیڈمی، گوجرانوالہ)

۲۔ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد کریم خان (چیئرمین وفاق المدارس الرضویہ، لاہور)

۳۔ مولانا عبدالمالک (صدر وفاق رابطۃ المدارس، لاہور)

۴۔ مولانا عبدالرؤف ملک (سرپرست جامعہ عثمانیہ وآسٹریلیا مسجد، لاہور)

۵۔ مولانا حافظ عبدالغفار روپڑی (مہتمم جامعہ اہلحدیث، چوک دالگراں، لاہور)

۶۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی (امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، پاکستان)

۷۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی (مہتمم جامعہ اسلامیہ ومرکز تحقیق اسلامی، کامونکی)

۸۔ ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (نائب امیر جماعت اسلامی، پاکستان)

۹۔ مولانا سردار محمد خان لغاری (ناظم اعلیٰ متحدہ علماء کونسل، لاہور)

۱۰۔ حافظ ڈاکٹر حسن مدنی (مہتمم جامعہ رحمانیہ وپروفیسر پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

۱۱۔ مولانا حافظ محمد عمران طحاوی (نائب ناظم اعلیٰ ملی مجلس شرعی، لاہور)

۱۲۔ مولانا عبداللہ مدنی (ناظم تعلیمات جامعہ فتحیہ ومسئول وفاق المدارس العربیہ لاہور)

۱۳۔ حافظ ڈاکٹر محمد سلیم (مہتمم جامعہ عثمانیہ وآسٹریلیا مسجد، لاہور)

۱۴۔ مولانا ڈاکٹر محمد امین (سابق پروفیسر علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

(مولانا زاہد الراشدی، صدر مجلس)

(مولانا ڈاکٹر محمد امین، سیکرٹری جنرل)

ختم نبوت کنونشن سنانواں

سنانواں کوٹ ادو کا قدیم قصبہ ہے۔ ۲۰۱۳ء کو راقم کی موجودگی میں مجلس کا یونٹ قائم ہوا۔ نوجوان عالم دین مولانا محمد ابوبکر مٹھو امیر بنائے گئے۔ مولانا عبدالباسط گورمانی ناظم اعلیٰ، جناب عبدالواحد طارق ناظم مالیات مقرر ہوئے اور بھی حضرات یونٹ میں ذمہ دار مقرر کئے گئے۔ یونٹ کی کارکردگی حسب ذیل ہے: ہر ماہ کی پہلی اتوار ظہر کے بعد اجلاس ہوتا ہے، ہر سال ختم نبوت کانفرنس ہوتی ہے، سال میں دو تین مرتبہ ختم نبوت سیمینار ہوتے ہیں، وقتاً فوقتاً کنونشن کے عنوان سے بھی پروگرام منعقد ہوتے ہیں۔ ۷؍مارچ کو مقامی مجلس کے زیر اہتمام جامع مسجد فاطمۃ الزہرا اضافی بستی ریلوے لائن کے قریب کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں دسیوں علماء کرام نے شرکت کی۔ دیگر علماء کرام کے علاوہ راقم نے بھی بیان کیا اور علماء کرام کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ترغیب دی۔ رات قیام وآرام چلڈرن اسپیشلسٹ ڈاکٹر عبدالشکور عظیم کے ہاں ہوا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

بسلسلۂ اسیرانِ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

حضرت مولانا عبدالحکیم ہزارویؒ، راولپنڈی

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جامعہ فرقانیہ کرتارپورہ راولپنڈی کے بانی و مہتمم مولانا عبدالحکیمؒ کا گوجر قوم کی شاخ باگڑی سے تعلق تھا۔ آپ نے حاجی ولی محمدؒ (المعروف ولی حاجی) کے گھر آنکھیں کھولیں۔ آپ کی پیدائش جس گاؤں میں ہوئی اس میں گوجر قوم کی گوت چوہان بھلیسر آباد ہے۔ آپ کی پیدائش ایک اندازہ کے مطابق ۴/اپریل ۱۹۲۰ء کو ضلع بٹگرام کے گاؤں موضع چوہان آباد المعروف بھٹیر بالا میں ہوئی۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو ساتھ والے گاؤں صم بالا میں عالم باعمل حضرت مولانا حضرت نور سے بسم اللہ کی۔ نیز کچھ عرصہ شاہ منصور صوابی میں بھی زیر تعلیم رہے۔

نیز اپنے ایک استاذ محترم مولانا محمد عبداللہ کے ساتھ مزید تعلیم کے حصول کے لئے میرٹھ چلے گئے اور مدرسہ امداد الاسلام میں داخلہ لیا، اور از سر نو تعلیم کا آغاز کیا اور شرح جامی تک کتابیں پڑھیں نیز چار سال تک میرٹھ کے مذکورہ بالا مدرسہ میں زیر تعلیم رہے اور چار سال کے بعد ۱۹۴۲ء میں گھر واپس تشریف لائے۔ نیز کھلابٹ ہری پور ہزارہ کے مولانا قاضی عبدالسبحان سے دوبارہ شرح جامی اور اس کے علاوہ نورالانوار اور قطبی وغیرہ پڑھیں نیز ہزارہ کے کئی ایک نامور علماء کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔

۱۹۴۴ء میں رام پور کے مدرسہ مطلع العلوم جو معقولات اور فنون کا مرکز تھا، میں کئی ایک کتابیں پڑھیں۔ کچھ عرصہ مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے جامعہ امینیہ دہلی میں بھی زیر تعلیم رہے، دورۂ حدیث شریف کے لئے مدرسہ عبدالرب دہلی میں داخلہ لیا اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے فرزند نسبتی مولانا محمد شفیع سے احادیث مبارکہ پڑھیں، اور آپ کی دستار بندی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا عبدالحق مدنی مرادآبادی نے کرائی اور آپ کے سر پر دست شفقت پھیرا۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل سے فراغت کے بعد مدرسہ نعمانیہ دہلی میں استاذ مقرر ہوئے اور تقسیم ملک کا اعلان ہوگیا۔ ۱۹۴۷ء کے دوماہ اگست وستمبر میں دہلی کے مسلم کیمپ میں گزارے۔ موت کو قریب سے دیکھ کر پاکستان پہنچے اور بفہ ضلع مانسہرہ میں کریانہ کی دکان شروع کی۔ مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی ترغیب پر دکان داری چھوڑ دی اور راولپنڈی تشریف لے آئے اور مختلف مساجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

مارچ ۱۹۵۱ء کو آپ کی تقرری جامع مسجد حنفیہ محلہ کرتارپورہ راولپنڈی میں ہوئی۔ جہاں آپ نے صبح کی نماز کے بعد درس حدیث اور عشاء کی نماز کے بعد درس قرآن پاک شروع کیا۔ نیز مسلم ہائی اسکول میں دینیات کے استاذ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے اور مختلف مقامات پر تبلیغ دین کے لئے تشریف لے جاتے اور وعظ فرماتے۔ مجلس احرار اسلام کا طوطی بولتا تھا۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقاریر سے متاثر ہوکر مجلس احرار اسلام میں شمولیت اختیار کرلی اور احرار کی تمام تحریکوں میں حصہ لیا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک میں گرفتاری:

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت، ناموس رسالت کے تحفظ کی عظیم الشان تحریک تھی۔ جس کی قیادت امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ اور دوسرے علماء کرام و مشائخ عظام فرما رہے تھے آپ نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۶/مارچ ۱۹۵۳ء کو آپ مرکزی جامع مسجد راولپنڈی سے گرفتار کر لئے گئے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح، بریلوی مکتب فکر کے مولانا سید عارف اللہ شاہ قادریؒ، قاری محمد امینؒ کے ساتھ آپ بھی تقریباً اڑھائی ماہ جیل میں رہے۔ اس دوران آپ کا ایک بیٹا عبدالرؤف فوت ہوا، اس کے جنازہ میں بھی شرکت سے محروم رہے۔ عیدالفطر گزرنے کے بعد رہائی ملی۔

جامعہ فرقانیہ حنفیہ کا قیام: ۹/اپریل ۱۹۵۹ء کو جامعہ فرقانیہ کی بنیاد جامع مسجد حنفیہ کرتارپورہ میں رکھی۔ ۱۹۶۱ء میں متروکہ وقف املاک کی زمین خرید کرکے مستقل ادارہ قائم کیا۔ ۱۹۶۲ء میں تعمیرات کا آغاز وتوسیع کا افتتاح خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ سے رکھوایا جو آپ

کے شیخ ومرشد تھے۔ نیز آپ نے راولپنڈی میں کئی ایک مساجد و مدارس قائم کئے اور ان میں نوجوان علماء کا تقرر کیا۔

اصلاحی تعلق: ۱۹۵۳ء میں مرشد العلماء صدیق دوران حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت ثانیؒ (مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ) کی ۷/ جون ۱۹۵۶ء مطابق ۲۷/ شوال المکرم ۱۳۷۵ھ وفات حسرت آیات کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد نوراللہ مرقدہ آپ کے جانشین قرار پائے تو ۸/ جون ۱۹۵۶ء کو مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دوسرے متعلقین کے ساتھ آپ بھی حضرت موصوف کے ساتھ منسلک ہوگئے۔ یہ سلسلہ تاحیات باقی رکھا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ بھی جامعہ فرقانیہ حنفیہ تشریف لاتے رہتے، حتیٰ کہ آپ کی نماز جنازہ بھی حضرت خواجہ صاحب نوراللہ مرقدہ نے پڑھائی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ وابستگی: ۱۹۵۳ء کی تحریک کے بعد جب ۱۹۵۴ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی باقاعدہ تشکیل ہوئی۔ شاہ جیؒ امیر اور مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ قرار پائے تو مولانا عبدالحکیمؒ بھی مجلس تحفظ ختم نبوت سے متعلق ہوگئے اور اپنے ادارہ کے سالانہ جلسوں میں مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ سمیت مجلس کے مبلغین کو مدعو کرتے۔ عمائدین مجلس بھی وقتاً فوقتاً آپ کے ہاں تشریف لاتے رہے۔

جمعیت علماء اسلام سے تعلق: ۷،۸/ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو جمعیت علماء اسلام کی تجدید و احیاء کا اعلان کیا گیا اور شاہ جیؒ نے کارکنوں کو اپنی پسند کی سیاسی جماعت میں شمولیت کی اجازت دے دی تو آپ جمعیت علماء اسلام میں شامل ہوگئے اور جمعیت علماء اسلام نے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت میں متحرک وفعال کردار ادا کرنے کا فیصلہ کیا تو آپ بھی اسی قافلہ کے رضا کاروں میں شامل ہوگئے اور آگے چل کر ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ضلع بٹگرام سے الیکشن میں حصہ لیا اور بڑے بڑے خانوں کو شکست فاش دے کر کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام ۳ تا ۵/ مئی ۱۹۶۸ء میں موچی دروازہ لاہور میں عظیم الشان شریعت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں چھ ہزار سے زائد علماء کرام کے علاوہ ہزاروں عوام نے شرکت کی۔ اس عظیم کانفرنس کے اسٹیج سیکریٹری ہونے کا شرف آپ کو بھی نصیب ہوا۔ فیلڈ مارشل صدر محمد ایوب خان نے ۲/ مارچ ۱۹۶۱ء کو ایک آرڈی نینس کے ذریعہ عائلی قوانین کے نفاذ کا اعلان کیا، جس کی بہت سی شقیں خلاف اسلام تھیں تو جمعیت علماء اسلام نے ان قوانین اور حکومت کی مرزائیت نوازی کے خلاف بھرپور تحریک شروع کی اس میں آپ بھی شامل تھے۔

جمعیت علماء اسلام نے ۱۹۷۰ء میں الیکشن میں حصہ لینے کا اعلان کیا تو آپ بھی اکھاڑے میں اترے اور کامیاب ہوئے۔ نیز جمعیت علماء اسلام کے دیگر اراکین حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مولانا صدر الشہیدؒ بنوں، مولانا نعمت اللہ خان کوہاٹ، مولانا عبدالحق بلوچستان سمیت ۱۹۷۳ء کے آئین کی تشکیل کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔ پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف، صدر مملکت اور وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونے کی شرط لازم کرانے کے لئے موثر کردار ادا کیا۔ نیز پاکستان کے نام کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان، پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام نیز صدر مملکت کے حلف برداری کی شرائط میں کتاب اللہ قرآن حکیم اور نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کو لازمی شرط قرار دلوایا۔ ملک کے وزیر اعظم کے لئے طے پایا کہ وہ خدا تعالیٰ کے صحائف بالخصوص قرآن حکیم جو آخری کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوگا، اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتا ہوگا اور اس کا قیامت کے دن پر ایمان ہوگا اور پاکستان کا وفادار بھی ہوگا۔ آگے چل کر جمعیت علماء اسلام دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک: تحریک میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحکیم ہزارویؒ، مولانا عبدالحق بلوچستانی کا علیحدہ موقف تھا۔ جب حکومت نے مسئلہ قادیانیت اسمبلی میں لانے کا اعلان کیا تو قادیانی جماعت کے ہیڈ مرزا ناصر احمد نے حکومت کو یکے بعد دیگرے کئی درخواستیں پیش کیں کہ چونکہ یہ کیس ہمارے خلاف ہے، اس لئے ہمیں بھی سنا جائے۔ وزیر اعظم نے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر ہیڈ آف دی جماعت قادیان ور بوہ مرزا ناصر احمد کو گیارہ دن تک اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت دی، نیز لاہوری گروپ نے بھی علیحدہ موقف پیش کیا۔ دونوں گروپوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا تو قادیانی گروہ کے موقف کے مقابلے میں ’’ملت اسلامیہ کا موقف‘‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور حزب اختلاف نے پیش کیا جسے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے کئی گھنٹہ تک پڑھ کر سنایا۔ اور لاہوری

گروپ کے موقف کے مقابلہ میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے جواب تحریر فرمایا جو آٹھ گھنٹہ تک مولانا عبدالحکیمؒ نے پڑھ کر سنایا۔

غرضیکہ تیرہ دن تک مرزائی جماعت کے دونوں گروپوں کو اپنا اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت دی گئی۔ موقف اور جوابی موقف کو قومی اسمبلی کے اراکین نے سننے کے بعد ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، جو نوے سالہ پرانا مسئلہ حل کی طرف پہلی پیش رفت تھی۔ مولانا عبدالحکیم نے اپنے گروپ کی طرف سے جواب پیش کرکے اس عظیم تحریک میں اپنا حصہ ڈالا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں کچھ عرصہ کے لئے مولانا عبدالحکیمؒ پیپلز پارٹی میں چلے گئے، لیکن احتسابِ قادیانیت کے سلسلہ میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی توبہ قبول ہوگئی اور جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے ان کی جمعیت میں دوبارہ رکنیت بحال کردی۔

آپ نے کئی حج اور عمرے کئے۔ برطانیہ، امریکا، ایران، عراق سمیت کئی ایک ممالک کے تبلیغی دورے کئے۔ کافی عرصہ سے شوگر جیسے موذی مرض کے مریض چلے آرہے تھے۔ علاج معالجہ سے ہٹ کر پرہیز کو ترجیح دیتے تھے۔ اس کے باوجود شوگر نے اپنا کام دکھایا۔ پاؤں کا انگوٹھا زخمی ہوگیا۔ آخر میں بلڈ پریشر بھی دامن گیر ہوگیا، کئی ایک مرتبہ ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کے مہمان رہے۔ تمام تر علاج معالجہ، پرہیز کے باوجود وقت موعود آن پہنچا، آپ نے ۲۶/رجب المرجب ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۱/فروری ۱۹۹۱ء رات کے سوا آٹھ بجے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اگلے دن ۱۲/فروری کو آپ کے مرشد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد نوراللہ مرقدہ کی اقتدا میں ڈگری کالج اصغر مال کے گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ، قرا اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں نے شرکت کی اور راولپنڈی کے قدیم ترین قبرستان (عیدگاہ قبرستان) میں آپ کو شبِ معراج ۲۶/رجب المرجب رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔

(نوٹ: یہ مضمون مولانا عبدالحکیم ہزارویؒ کی سوانح حیات مرتبہ مولانا محمد موسیٰ شاکر سے ملخص کیا گیا ہے)۔☆☆

مولانا قاری سیّد محمد یحییٰ ہمدانیؒ، قصور

مولانا قاری سید محمد یحییٰ ہمدانیؒ سادات قصور سے تعلق رکھتے تھے، آپ کے والد محترم مولانا سید معروف شاہ ہمدانیؒ مرشد الاحرار حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ تھے۔ قرآن پاک اپنے ننھیال میں جا کر سبز (ساوی) مسجد خیر پور ٹامیوالی سے حفظ کیا اور ابتدائی دینی تعلیم اور میٹرک خیر پور ٹامیوالی سے کیا۔ کچھ عرصہ جامعہ عباسیہ بہاولپور (اسلامیہ یونیورسٹی بعد میں) بھی زیر تعلیم رہے۔ بہاولپور سے ۱۹۶۶ء میں علامہ کا کورس کیا جبکہ ۱۹۷۰ء میں فاضل عربی جامعہ عربیہ چنیوٹ سے کیا۔ فاضل عربی کرنے کے بعد استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی غلام قادرؒ نے خیر پور بلالیا اور انہیں اپنے جامعہ خیر العلوم کا ناظم تعلیمات مقرر کردیا۔ بعدازاں کچھ عرصہ مکی مسجد قصور میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تحریکی مزاج تھا پاؤں سے معذور ہونے کے باوجود ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ نیز ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ میں گرفتار ہوئے اور بہاولپور جیل میں سرکار کے مہمان رہے۔

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قصور سے حصہ لیا اور پُرجوش طریقہ سے تحریک کی آبیاری کرتے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شیدا و والا تھے۔ راقم ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں مبلغ رہا، اس زمانہ میں قصور کا کوئی مستقل مبلغ نہیں تھا۔ راقم جب قصور جاتا تو اکثر ان کی بیٹھک میں رہائش ہوتی۔ قریب ہی مبارک مسجد کے مولانا قاری حبیب اللہ قادری، جناب محمد یونس بھٹی، حاجی اللہ دتہ مجاہد کی مجلس لگتی اور چائے کا دور چلتا۔ یوسف کذاب کیس کے سلسلہ میں جو پروگرام مرتب ہوئے ان کے اوطاق سے ہوتے۔ اپنی معذوری کی وجہ سے کچہری میں وثیقہ نویسی کا سلسلہ شروع کیا۔ ایک عرصہ تک جماعتی اور مسلکی احباب کی وثیقہ نویسی کے ذریعہ خدمت کرتے رہے۔

تقریباً چار سال قبل علالت کا آغاز ہوا۔ پہلے واکر کے ذریعہ گھر سے بیٹھک تک تشریف لاتے، پھر وہیل چیئر کے ذریعہ مجالس میں شرکت کرتے رہے۔ کچھ دنوں سے طبیعت زیادہ خراب ہونا شروع ہوئی، چنانچہ ۱۷/جنوری ۲۰۲۴ء کو وفات ہوئی۔ وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ کی امامت ان کے فرزند ارجمند سید مطیع الرحمٰن ہمدانہ سلمہ نے کی اور انہیں بستی چراغ شاہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا، اللہ پاک ان کی کامل مغفرت فرمائیں، پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

خوشخبری گوادر سٹی میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

جامع مسجد خاتم النبیین و مرکزِ ختمِ نبوت گوادر
کے تعمیری کام کا سلسلہ جاری ہے

اہلِ خیر حضرات متوجہ ہوں!

محافظینِ ختمِ نبوت سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے لیے اور اپنے اہلِ خانہ لواحقین کی طرف سے جامع مسجد خاتم النبیین و مرکزِ ختمِ نبوت گوادر کی تعمیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

محاذِ ختم نبوت کے ساتھ تعاون نبی پاک ﷺ کی شفاعت کا بہترین ذریعہ ہے

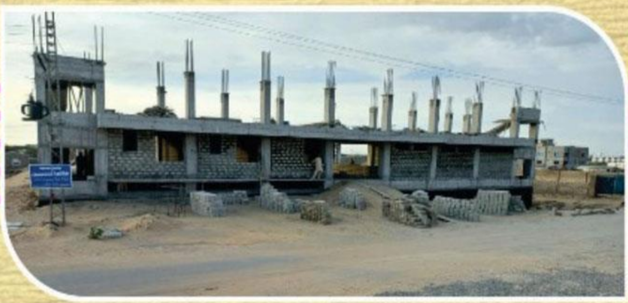

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT

Whatsapp: 03009899402

Easy Paisa: 03333060501

Account # 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.